هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد۱۱

جمعۃ المبارک ۲۶ نومبر ۲۰۰۴ء

۱۲ شوال ۱۴۲۵ ہجری قمری ۲۶ نبوت ۱۳۸۳ ہجری شمسی

شمارہ ۴۸

مومنہ بیوی

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اگر اس کی ایک بات اس کو پسند نہیں ہے تو دوسری پسندیدہ ہوسکتی ہے۔

(مسلم کتاب النکاح باب الوصیۃ بالنساء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اسے (سود کی) حاجت ہی نہیں پڑتی۔ انسان کو چاہئے کہ کفایت شعاری مدنظر رکھے تا کہ سودی قرضہ اٹھانے کی نوبت نہ آئے۔

جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کا کوئی سبب پردہ غیب سے بنا دیتا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے کہ متقی کے لئے خدا تعالیٰ کبھی ایسا موقعہ نہیں بناتا کہ وہ سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ یاد رکھو جیسے اور گناہ ہیں مثلاً زنا، چوری۔ ایسے ہی یہ سود دینا اور لینا ہے۔ کس قدر نقصان دہ یہ بات ہے کہ مال بھی گیا، حیثیت بھی گئی اور ایمان بھی گیا۔ معمولی زندگی میں ایسا کوئی امر ہی نہیں کہ جس پر اتنا خرچ ہو جو انسان سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ مثلاً نکاح ہے اس میں کوئی خرچ نہیں۔ طرفین نے قبول کیا اور نکاح ہوگیا۔ بعد ازاں ولیمہ سنّت ہے۔ سو اگر اس کی استطاعت بھی نہیں تو یہ بھی معاف ہے۔ انسان اگر کفایت شعاری سے کام لے تو اس کا کوئی بھی نقصان نہیں ہوتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی نفسانی خواہشوں اور عارضی خوشیوں کے لئے خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں جو ان کی تباہی کا موجب ہے۔ دیکھو سود کا کس قدر سنگین گناہ ہے۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ سؤر کا کھانا تو بحالت اضطرار جائز رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾(البقرۃ:174) یعنی جو شخص باغی نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ غفور رحیم ہے مگر سُود کے لئے نہیں۔ فرمایا کہ بحالت اضطرار جائز ہے بلکہ اس کے لئے تو ارشاد ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ﴾(البقرۃ:279-280) اگر سود کے لین دین سے باز نہ آؤ گے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان ہے۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اسے حاجت ہی نہیں پڑتی۔ مسلمان اگر اس ابتلا میں ہیں تو یہ ان کی اپنی ہی بدعملیوں کا نتیجہ ہے۔ ہندو اگر یہ گناہ کرتے ہیں تو مالدار ہو جاتے ہیں۔ مسلمان یہ گناہ کرتے ہیں تو تباہ ہو جاتے ہیں۔ ﴿خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ﴾ کے مصداق ہیں۔ پس کیا یہ ضروری نہیں کہ مسلمان اس سے باز آجائیں؟

انسان کو چاہئے کہ اپنے معاش کے طریق میں پہلے ہی کفایت شعاری مدنظر رکھے تا کہ سودی قرضہ اٹھانے کی نوبت نہ آئے جس سے سود اصل سے بڑھ جاتا ہے۔ ابھی کل ایک شخص کا خط آیا تھا کہ ہزار روپیہ دے چکا ہوں۔ ابھی پانچ چھ سو باقی ہے۔ پھر مصیبت یہ ہے کہ عدالتیں بھی ڈگری دے دیتی ہیں۔ مگر اس میں عدالت کا کیا گناہ۔ جب اس کا اقرار موجود ہے تو گویا اس کے یہ معنے ہیں کہ سود دینے پر راضی ہے۔ پس وہاں سے ڈگری جاری ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ بہتر تھا کہ مسلمان اتفاق کرتے اور کوئی فنڈ جمع کر کے تجارتی طور پر اُسے فروغ دیتے تا کہ کسی بھائی کو سود پر قرضہ لینے کی حاجت نہ ہوتی بلکہ اسی مجلس سے ہر صاحبِ ضرورت اپنی حاجت روائی کر لیتا اور میعاد مقررہ پر واپس دے دیتا۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 434-435۔ جدید ایڈیشن)

نظام وصیت میں شمولیت کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''میری یہ خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں، آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں...... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔''

فرمودات خلفاء

آنحضرت ﷺ کے ہر کام کا پھل ہمیشہ قائم ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دنیا میں انسان ایک معجون ہے۔ اس نے زمین کو پھاڑا، پہاڑوں کو چیرا، سمندر کی تہہ سے موتی نکالے، ہوا، سمندر، روشنی پر حکومت کرتا ہے۔ باوجود اس کمال کے کسی اور کے نمونہ کو اختیار کرنا چاہتا ہے۔ تاجر کسی بڑے تاجر اور سپاہی کسی بڑے افسر کی طرح بننا چاہتا ہے۔ راولپنڈی کے ایک دربار میں پرنس آف ویلز (بعدہ جارج پنجم۔ مرتب) کی شان و شوکت دیکھ کر ایک احمق نے مضمون لکھا کہ کاش مَیں ہی پرنس ہوتا۔ ایک میرا دوست مرض جذام میں گرفتار یہاں آیا۔ مجھے کہنے لگا: آپ عقلمند نہیں معلوم ہوتے۔ آپ مجھے اجازت دیں مَیں کوشش کروں۔ فوراً آپ کو زمین کے بڑے مربعے دلا سکتا ہوں۔ آپ بادشاہ بن جائیں گے۔ مَیں نے اسے کہا کہ تم نہیں جانتے خوشی اور شے ہے۔ تم مجھے زمین دلواتے ہو۔ خود تو بڑے زمیندار ہو۔ مگر دیکھو تم میں ایسی بیماری ہے کہ تمہارے رشتہ دار بھی تم سے نفرت کرتے ہیں۔ پھر وہ زمین کس کام؟ غرض ہر شخص کسی نمونہ کو سمجھنے کا خواہشمند ہے۔ کوئی حسن و جمال کا شیدا، کوئی ناموری چاہتا ہے، کوئی حکومت کو پسند کرتا ہے، کوئی کسی اور بڑائی کا حریص ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ ان کے واسطے ایک نمونہ پیش کرتا ہے۔ دوات اور قلم ہو۔ اور اس سے جو کچھ لکھا جا سکتا ہے سیاسی لوگ سیاست پر کتب لکھتے، ناولسٹ ناول لکھتے اور مختلف لکھنے والے مختلف اشیاء پر لکھتے اور ان کی تحریریں جمع کرو۔ یہ ثابت ہوگا کہ محمدؐ رسول مجنون نہیں تھا۔ اس نے جو کچھ خلقت کے سامنے پیش کیا وہ حق و حکمت سے پُر۔ اور اُس نے جو تحریر پیش کی ہے اس کا مقابلہ کوئی تحریر دنیا بھر کی نہیں کر سکتی۔ تمام تعلیمات جن پر عمل کر کے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے وہ سب اس کتاب میں جمع ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ مجنون کے نہ رونے کی کسی کو پرواہ ہے نہ اس کے ہنسنے کی کسی کو خواہش ہے۔ اس کی طاقت کی قدر نہیں ہو سکتی۔ وہ سارا دن سوئے، جاگے، بیٹھے، سردی میں ننگا، گرمی میں لحاف لے۔ اس کی محنت کا بدلہ نہیں۔ لیکن اے نبی! تیری محنتوں کا ثمرہ غیر ممنون ہے۔ اس کا خاتمہ نہیں۔ ہم نے خود تجربہ کیا ہے۔ آنحضرتؐ کے ہر کام کا پھل ہمیشہ قائم ہے۔ پھر مجنون کے اخلاق نہیں ہوتے۔ وہ دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست بنا لیتا ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ بڑے اخلاق اعلیٰ رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ قرآن لائف آف محمد ہے۔ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن۔ پھر فرمایا دیکھو اے مخالفو! اس کے مقابلہ میں زور نہ چلے گا۔ یہ بھی دیکھے گا اور تم بھی دیکھو گے کہ کون فتح مند ہوتا ہے۔ عرب اور عجم کوئی اس کے بالمقابل نہیں ہو سکے گا۔ یہ اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 174-175)

اداریہ

حقیقی خوشی

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے اثر انگیز خطبہ عید الفطر فرمودہ 14 نومبر 2004ء میں ''رمضان کے گنتی کے دنوں'' میں معمولی سی قربانی پیش کرنے یا خدا تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کے نتیجہ میں عید کی خوشی ملنے کا ذکر کرتے ہوئے تلقین فرمائی کہ نماز با جماعت کا اہتمام، تلاوت قرآن مجید کی کثرت اور دوسری عبادات اور دعاؤں کا جو طریق رمضان میں شروع ہوا تھا اسے آئندہ بھی جاری رکھنے کی کوشش کی جائے۔

خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے والوں کی قربانی کی قبولیت ایسا امر ہے جو اپنے پیچھے ایک لمبی تاریخ رکھتا ہے اور جب سے مذہب کی تاریخ محفوظ ہے یہ مثالیں بھی موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ بے غرض قربانی کبھی ضائع نہیں جانے دیتا بلکہ اسے شرف قبولیت بخشتے ہوئے بعد میں آنے والوں کے لئے اچھی مثال کے طور پر محفوظ کر دیتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہوا اور نسلاً بعد نسلٍ خدائی انعامات و احسانات کا سلسلہ ان کی اولاد میں جاری ہو گیا یہاں تک کہ خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین ﷺ جیسا عظیم الشان وجود ان کی اولاد میں ظاہر ہوا۔ اور آپؐ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی عظمت کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا اَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْم کہ میں اپنے بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا اظہار و نشان ہوں۔

ابراہیمی برکات کے تسلسل اور آنحضرت ﷺ کی پیش خبریوں کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوا تو جماعت احمدیہ کو یہ انعام ملا کہ باقی لوگ ابھی تک انتظار اور شک کی کیفیت میں وقت ضائع کر رہے ہیں مگر احمدی اس انعام الٰہی پر شکر ادا کرتے ہوئے اس کی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے احسانات میں سے ایک بہت بڑا احسان ایک امام کا وجود اور ایک جماعت کا قیام ہے اور یہ ایسا بے مثال مقام شکر و خوشی ہے جس پر ہم جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے۔ ہمارا نہایت محکم و مضبوط نظام جماعت ایک واجب الاطاعت امام کا مرہون منت ہے۔ خلافت کی برکت سے جماعت میں اتحاد و یک جہتی کی ایسی فضا پیدا ہوتی ہے جو اس کے بغیر کسی بھی اور ذریعہ سے ممکن نہیں ہے۔ قرآن مجید نے اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر تم روئے زمین کے سب خزانوں کو خرچ کر دو تب بھی باہم محبت و ہمدردی حاصل نہیں کر سکتے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے امام کو ہماری بہتری اور بھلائی کی ہر وقت فکر رہتی ہے۔ دنیا کے کسی کونے میں بسنے والا بظاہر بے یار و مددگار غریب احمدی بھی اپنے امام کی دعائیں اور نیک خواہشات اور حسب ضرورت ہمدردی و رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح پیارے امام کو دنیا بھر سے دعائیں اور نیک خواہشات ملتی رہتی ہیں۔ دو طرفہ محبت کے یہ نظارے تو خلافت کی برکت سے ہمیشہ ہی دیکھنے میں آتے تھے مگر اب تو MTA کے ذریعہ ایسے بے مثال دلکش نظارے زیادہ واضح اور زیادہ نمایاں اور زیادہ وسیع ہو کر دکھائی دینے لگے ہیں۔ دنیا میں کوئی عید کا اجتماع ایسا نہیں ہوتا جسے دنیا بھر میں دیکھ کر اس سے خوشی حاصل کی جا سکتی ہو۔ عید کے بابرکت موقع پر مسجد بیت الفتوح لندن اپنی ساری وسعتوں اور سہولتوں کے باوجود چھوٹی اور تنگ نظر آ رہی تھی اور ہمارے پیارے امام نے کمال محبت و شفقت سے خوش نصیب حاضرین کے پاس خود چل کر جا کر مصافحہ کیا۔ اس نظارے سے یہاں موجود سب لوگ ہی حظ نہیں اٹھا رہے تھے بلکہ مسجد بیت الفتوح میں دنیا بھر کی مختلف قوموں کے افراد کی موجودگی کی وجہ سے اور اپنے پیارے امام سے محبت کی وجہ سے MTA کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ناظرین بھی اس پروگرام کو بڑی ہی توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہے تھے اور اپنے امام کو عام لوگوں سے بڑے پیار سے ملتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتے رہے۔ ایک امام اور ایک جماعت کے اس انعام اور احسان کی قدر دانی اور شکریہ کے طور پر اور اس انعام کو مزید وسیع اور موثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اطاعت امام کی شاندار روایات کو ہمیشہ قائم رکھیں اور حضور انور کی ہر تحریک پر بدل و جان عمل کرتے ہوئے اور نظام جماعت سے دلی وابستگی کے ساتھ ان برکتوں اور فتوحات کو اور بڑھاتے اور پھیلاتے چلے جائیں جو ہمیشہ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں مل رہی ہیں۔

(عبدالباسط شاہد)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط و کتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

غزل

بے نور ہے دل تابِ رخِ یار ادھر بھی
اے شمعِ حرم بارش انوار اِدھر بھی

کچھ کم تو نہیں عشق کے آزار ادھر بھی
کر اپنی مسیحائی کا اظہار اِدھر بھی

وابستہ فقط آپؐ سے ہیں دل کی امیدیں
فیضانِ نظر اے شہِ ابرارؐ اِدھر بھی

مانا کہ ہیں محتاجِ کرم غیر بھی لیکن
موجود ہیں کچھ تیرے پرستار اِدھر بھی

توؐ ساقیٔ میخانہ ہے، مَیں رِند خرابات
اک جام عطا ہو مری سرکارؐ اِدھر بھی

صد شکر کہ اب آپ بھی مائل بہ کرم ہیں
حالات ہے ناقابلِ اظہار اِدھر بھی

ہو کچھ تو مرے ذوقِ اسیری کا مداوا
ہاں ایک جھلک گیسوئے خمدار اِدھر بھی

خود وقت کی رفتار سے ڈھل جائے گا سورج
آئے گا کبھی سایۂ دیوار اِدھر بھی

کچھ ان کی نظر نے بھی کیا راز کو افشا
کچھ بڑھ سی گئی سانس کی رفتار اِدھر بھی

دل سرد ہے، یخ بستہ ہے خوں مری رگوں میں
ہاں موڑ رخِ گرمیٔ گفتار اِدھر بھی

کچھ مصر پہ موقوف نہ تھی بردہ فروشی
بِک جاتے ہیں یوسف سرِ بازار اِدھر بھی

آنکھوں سے نمایاں تھا وہاں ضبط کا عالم
تھے تلخیٔ حالات کے آثار اِدھر بھی

منصور سے پالیں گے کبھی رازِ اَنَا الْحق
آ جائیں گے کچھ لوگ سرِ دار اِدھر بھی

(محمود الحسن۔ راولپنڈی)

غنی کریم غفور الرحیم نکتہ نواز
وہ نکتہ گیر بھی ہے احتیاط کرتے رہو

ہمیں تو یہ بھی سلیقہ نہیں کہ کیا مانگیں
یہ فیصلہ ہے ہمہ وقت حمد کرتے رہو

دعا کا ہاتھ سدا ہو عمل کے شانے پر
پھر اس کے بعد خدا کے سہارے چلتے رہو

یہ نقد جان ہے خیرات نور کے صدقے
فقیرِ در کو بھی خیراتِ حسن کرتے رہو

اگرچہ اس نے خود اپنے پہ رحم فرض کیا
وہ بے نیاز ہے ہر وقت اس سے ڈرتے رہو

ہیں کامیاب اگر تو اُسی کا فضل ہے یہ
کمال عجز سے قادر کے در پہ جھکتے رہو

قدم قدم پہ جہاں میں ہیں پُرکشش منظر
یہ خار زار ہے دامن بچا کے چلتے رہو

ہو کام جس سے خدا کا جمال ظاہر ہو
قبول کر لے وہ مالک دعائیں کرتے رہو

ابھی جو پانی ہے پایاب سر سے گزرے گا
نہ آئے نوحؑ کا طوفان توبہ کرتے رہو

یہ عیب مرض ہے جاں لے کے بھی نہیں ٹلتا
نفس کے بخل سے کبر و ریا سے بچتے رہو

(امۃ الباری ناصر)

جماعت احمدیہ بریںٹ فورڈ (کینیڈا) کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ مذاہب میں

ایک دہریہ پروفیسر Dr.Jan Narveson کی تقریر پر تبصرہ

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد۔ ربوہ)

جماعت احمدیہ برنٹ فورڈ، کینیڈا کے زیر اہتمام 2004ء میں ایک جلسہ مذاہب منعقد ہوا۔اس جلسے میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر تقاریر کیں ۔سب سے آخری تقریر دہریت کے نمائندے پروفیسر جان ناروسن صاحب (Dr.Jan Narveson) کی تھی ۔پروفیسر صاحب واٹرلو یونیورسٹی میں فلسفہ پڑھاتے ہیں اور بہت سی کتب کے مصنف ہیں۔ناروسن صاحب لبرٹیرین خیالات کے حامی ہیں جس کی رو سے ہر شخص کچھ بھی کرنے کو آزاد ہے جب تک کہ وہ دوسرے کی آزادی میں مخل نہ ہو رہا ہو۔پروفیسر صاحب نے مذہب کے بارے میں اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار کیا اور یہ ان کا حق تھا۔لیکن اس کے ساتھ ہمارا بھی یہ حق ہے کہ ان کے خیالات کا تجزیہ کریں اور اپنی رائے کا اظہار کریں۔

سب سے پہلے تو ناروسن صاحب نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ان کے نزدیک مذہب ایک غلطی کا نام ہے اور اس کے بعد فرمانے لگے کہ سائنس کافی اچھی ترقی کررہی ہے اور وہ پرامید ہیں کہ سائنس اسی طرح ترقی کرتی رہے گی اور ہمیں جو کچھ کائنات کے متعلق پتہ چلے گا وہ سائنس کے ذریعہ ہی پتہ چلے گا۔ ان کو سنتے ہوئے ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ پروفیسر صاحب کیا فرمانا چاہ رہے ہیں؟ میرا نہیں خیال کہ حاضرین کے لئے یہ کوئی نئی خبر ہوگی کہ سائنس خوب ترقی کررہی ہے اور نہ ہی کسی نے اسے متنازع بات قرار دیا تھا کہ سائنس آئندہ ترقی نہیں کرے گی۔معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذہن میں یہ مفروضہ قائم کئے بیٹھے ہیں کہ سائنس اور تمام مذاہب ایک دوسرے کے مدمقابل ہیں۔اور ان کے خیال میں سائنس کی ترقی سے مذہب کی افادیت کم ہوتی ہے۔کیونکہ اس کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ خدا پر ایمان لانے سے خیالات میں گڑ بڑ پیدا ہوتی ہے اور ذہن میں یہ خیال جنم لیتا ہے کہ مذہب سائنس کی جگہ لے سکتا ہے۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے ان کا یہ مفروضہ بالکل غلط ہے ۔جس بات کو وہ بغیر دلیل کے تمام مذاہب کی طرف منسوب کررہے ہیں قرآن کریم اس کے بالکل برعکس نظریہ پیش فرماتا ہے۔مثلاً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِلَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ۔وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾۔ (آل عمران:191-192)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحب عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں۔’’

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَسَخَّرَلَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾(النحل:13)

اور اس نے تمہارے لئے رات کو اور دن کو اور سورج اور چاند کو مسخر کیا اور ستارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں۔یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو عقل رکھتی ہے بہت بڑے نشانات ہیں۔

پھر سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَابِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِبَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾(البقرۃ:165)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں اس (سامان) کے ساتھ چلتی ہیں جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کردیا اور اس میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے جاندار پھیلائے اور اسی طرح ہواؤں کے رخ بدل بدل کر چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، عقل کرنے والی قوم کے لئے نشانات ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے واضح ہے کہ اسلام نے کہیں یہ نظریہ پیش نہیں کیا کہ مذہب سائنس کی جگہ لے کر سائنسی تحقیقات کو ختم کردے گا۔اس کے برعکس قرآن کریم میں بار بار اس مادی دنیا پر غور وفکر اور تحقیق کی تلقین کی گئی ہے اور یہ فرمایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تمہیں خدا تعالیٰ کے نشانات نظر آئیں گے۔ان آیات سے پروفیسر صاحب کے مفروضے کی تردید خود بخود ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد پروفیسر صاحب تخلیق کائنات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس بات کے کوئی ممکنہ شواہد بھی نظر نہیں آتے کہ یہ کائنات کسی بہت ذہین وجود کی بنائی ہوئی ہے بلکہ ایک طرح اس کے خلاف شواہد نظر آتے ہیں۔اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہماری معاشی اور مادی دنیا ویسی نہیں جیسی ایک بہت ذہین وجود کی بنائی ہوئی دنیا کو ہونا چاہئے تھا۔

پروفیسر صاحب دلیل اور دعوے میں فرق نہیں کررہے۔وہ پہلے ایک عجیب دعویٰ پیش کرتے ہیں اور پھر اس کی دلیل دینے کی بجائے اس سے بھی عجیب تر دعوی بطور دلیل کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔اس کائنات کی کوئی چیز لے لیں ،انسانی ذہن کی مثال ہی لے لیں۔یہ عجیب بے معنی بات ہے کہ انسان کو تو ذہین سمجھا جائے بلکہ بعض کو تو بہت ذہین خیال کیا جائے مگر انسان کو تخلیق کرنے والی ہستی کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ بہت حکیم ہستی نہیں ہے۔کسی بھی ہستی کی ذہانت کا اندازہ اس کی بنائی ہوئی اشیاء میں موجود حکمت و لطافت سے لگایا جاسکتا ہے۔کسی جاندار وجود کے جسم کے کسی ایک خلیہ کی مثال ہی لے لیں۔اس میں جو حکمتیں، جو اسرار اور جو توازن پایا جاتا ہے اس کی مثل بنانا تو ایک طرف رہا انسان اس کو مکمل طور پر سمجھنے سے بھی قاصر ہے۔مگر پھر بھی یہ دعویٰ کیا جارہا ہے کہ انسان تو بہت ذہین وجود ہے جو کہ ان اسرار کو سمجھ بھی نہ پایا مگر ان خلیوں کو تخلیق کرنے والی ہستی بہت ذہین نہیں ہے۔نہ جانے پروفیسر صاحب کیا کہنا چاہتے تھے اور کیا کہہ گئے ہیں۔اور رہا ان کا یہ خود ساختہ ثبوت کہ معاشی اور مادی دنیا انہیں ویسی نظر نہیں آرہی جیسی ہونی چاہئے تھی تو یہ ایک مہمل سی بات ہے،جس کی انہوں نے کوئی وضاحت نہیں کی۔

مادی دنیا کی مثال لے لیں، کیا ان کے نزدیک سورج کو زمین کے گرد گھومنا چاہئے تھا، یا انسان کی چار ٹانگیں ہونی چاہئے تھیں، یا ڈی این اے کو نیوکلیئس سے باہر ہونا چاہئے تھا۔آخر انہیں کس چیز پر اعتراض ہے؟ ویسے بھی اگر یہ عالم آپ کے خیالات کے مطابق نہیں تو یہ کوئی دلیل نہیں۔دنیا کے اربوں انسان مختلف ذہنوں اور خیالات کے ہیں۔یہ دنیا سب کے خیالات کے مطابق تو نہیں ہوسکتی۔نہ معلوم انہیں کس نے کہہ دیا کہ ان کا ذہن ہی ایک معیار ہے جس کی کسوٹی پر پرکھ کر تمام کائنات کے متعلق فیصلے ہوں گے۔

پھر ناروسن صاحب فرماتے ہیں کہ:

’’بہرحال دہریوں کی طرف سے پیش کیا جانے والا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ یہ عالم خدا نے پیدا کیا تھا کوئی وضاحت پیش نہیں کرتا۔‘‘ پھر وہ وضاحت کی تعریف یہ بیان فرماتے ہیں کہ وضاحت اس بیان کو کہتے ہیں جس سے صورتِ حال یا کوئی مسئلہ زیادہ صاف طور پر سمجھ آجائے۔

اب ہم ان ہی کی بیان کردہ تعریف کے مطابق ان کے بیان کا جائزہ لیتے ہیں۔ان کے بیان کے مطابق اگر یہ مانا جائے کہ اس عظیم الشان عالم کو بنانے والا کوئی خالق ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ عالم کس طرح وجود میں آیا؟ لیکن ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ اس دنیا کو بنانے والا کوئی نہیں تو اس سے کیا سمجھ آجاتی ہے کہ یہ عالم کس طرح وجود میں آیا؟ یقیناً اس طرح تخلیق کی کوئی وضاحت نہیں ہوتی بلکہ مسئلہ اور زیادہ الجھ جاتا ہے۔یہ اعتراض الٹا انہیں پر پڑتا ہے۔ہماری رائے میں پروفیسر صاحب دوسروں سے تو وضاحت طلب فرمارہے ہیں لیکن اپنے نظریات کے متعلق کوئی دلیل یا وضاحت پیش نہیں کررہے۔

چنانچہ اس کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ ’’اگر آپ کا دعویٰ ہے کہ یہ دنیا کسی عظیم خالق کی بنائی ہوئی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ ہمیں وضاحت پیش کریں کہ یہ کیسے ہوا۔یہ کہا جاتا ہے کہ یہ انسانی عقل سے ماوراء بات ہے تو پھر ایسے نظریہ کے متعلق تردد ہی کیوں کیا جائے جو انسانی عقل سے ماوراء ہے۔‘‘ اس کا جواب یہ ہے کہ عقل تو یہ تجویز کرتی ہے کہ جب تخلیق موجود ہے تو اس کا خالق بھی ہونا چاہئے۔بارِ ثبوت تو پروفیسر صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ دنیا پر ثابت کریں کہ یہ تمام کائنات اور جاندار اشیاء بغیر کسی خالق کے کیسے پیدا ہو گئیں؟ یہ دعویٰ کہ یہ سب عالم بغیر کسی قادر، حکیم اور لطیف خالق کے خودبخود بن گیا انسانی عقل کے لئے ناقابل فہم ہے۔

اس کے بعد وہ تخلیقِ کائنات کے متعلق بائیبل کے بیان پر طنز فرماتے ہیں اور یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ آخر خدا نے تخلیق کیوں کی؟ دہریت اس کا جواب دے یا نہ دے، کسی اور مذہب کی مقدس کتب میں اس کا جواب ہو یا نہ ہو اور پروفیسر صاحب کی سمجھ میں یہ جواب آئے یا نہ آئے لیکن قرآنِ کریم اس اہم سوال کا جواب ضرور دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ﴾ (الذاریات:57)

’’اور میں نے جن وانس پیدا نہیں کئے مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں‘‘۔

یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد ناروسن صاحب مذاہب کے پیروکاروں کو یوں انتباہ کرتے ہیں ’’اگر خدا کے لئے آپ کی تلاش ایک بند راستے پر اختتام پذیر ہورہی ہے تو آپ کو محتاط ہوجانا چاہئے۔‘‘

اس سوال کا سادہ جواب یہ ہے کہ قرآنِ کریم جو تعلیمات پیش فرماتا ہے اور آنحضرت ﷺ نے جن راستوں کی نشاندہی فرمائی ہے، ان راستوں پر عرفان کا یہ سفر کسی بند راستے پر اختتام پذیر نہیں ہوتا بلکہ یہ سفر لامتناہی ترقیات کا سفر ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰہِ۔﴾(الانعام:32)

’’یقیناً گھاٹا کھایا ان لوگوں نے جنہوں نے اللہ کی لقاء کا انکار کیا۔‘‘

﴿قَدْ خَسِرَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰہِ وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ﴾(یونس:46)

’’یقیناً وہ گھاٹے میں رہے جنہوں نے اللہ کی لقاء کا انکار کردیا تھا اور وہ ھدایت پانے والوں میں سے نہ ہوسکے۔

قرآنِ کریم تو ہدایت دیتا ہے کہ یہ سفر بند راستے پر اختتام پذیر نہیں ہونا چاہئے۔

اس کے بعد جان ناروسن صاحب جنگوں میں مذہب کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں اختلافات اور لڑائیوں میں مذاہب نے بہت کردار ادا کیا ہے۔کیونکہ ہر فریق خیال کرتا ہے کہ خدا اس کی طرف ہے اور اس طرح مخالفت اور جنگ کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔اس سے اختلافات طویل ہوجاتے ہیں اور اس موقع پر وہ مقدس مقامات کے تنازعہ کی مثال پیش کرتے ہیں۔اور پھر یہ معرکۃ الآراء تجویز پیش فرماتے ہیں کہ مقدس مقامات کو جائیداد کی طرح نیلام کرکے سب سے زیادہ بولی لگانے والے کے حوالے کردینا چاہئے۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو اس بات سے انکار نہیں کہ تاریخ میں بعض گروہوں نے مذہبی وابستگیوں کو غلط رنگ دے کر فساد اور جنگ وجدل کا ذریعہ بنایا۔لیکن اگر ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ عنصر تاریخ میں خونریزی کا سب سے بڑا سبب بنا ہے تو ہم اس سے متفق نہیں ۔گزشتہ سو سال کا جائزہ لیں تو سب سے زیادہ خونریزی پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں ہوئی۔تاریخ کی تمام جنگوں میں اتنی قتل و غارت نہیں ہوئی جتنی ان دو جنگوں میں ہوئی۔ان کی بنیاد مذہبی اختلافات تو نہیں تھے۔طرفین کے اکثر ممالک کے فوجی سینوں پر صلیب سجائے ایک دوسرے کا خون بہا رہے تھے۔اقتصادی مقاصد اور دیگر مفادات کی خاطر یہ دونوں جنگیں لمبی ہوتی گئیں۔اس طویل خونریزی کا باعث مذہب تو نہیں تھا۔ان عالمی جنگوں کو رہنے دیں اور روانڈا اور برونڈی جیسے چھوٹے ممالک میں ہونے والی خانہ جنگی کی مثال دیکھ لیں جہاں پر ہوٹو اور ٹٹسی قبائل نے ایک دوسرے کا خون پانی کی طرح بہایا۔کیا اس خانہ جنگی کی وجہ مذہبی اختلافات تھے؟ ہرگز نہیں۔دونوں کا مذہب ایک ہی تھا۔ہاں مذہب کو بہانہ بنا کر بھی خونریزی کی گئی لیکن گزشتہ سو سال میں دوسری وجوہات کی بناء پر بہت زیادہ خونریزی کی گئی ہے۔لیکن یہ فیشن ہے کہ تاریخی حقائق کو نظر انداز کر کے صرف مذہب کے سر الزام دھر دیا جاتا ہے۔

رہی ان کی دوسری بات کہ متنازع مقدس علاقوں کو نیلام کر کے سب سے زیادہ بولی لگانے والے کے حوالے کر دینا چاہئے تو شاید پروفیسر صاحب کو خود بھی علم نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ گئے ہیں۔اس کا مطلب تو یہ بنتا ہے کہ یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ حق کس کا ہے، یہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ کسی غریب قوم کا حق تو نہیں مارا جا رہا، بس جس کے پاس زیادہ مال ہو حق صرف اس کا ہے۔

اس کے بعد پروفیسر صاحب اس موضوع کی طرف آتے ہیں کہ اخلاقیات کی بنیاد کس چیز کو ہونا چاہئے۔یہ پروفیسر صاحب کا پسندیدہ موضوع ہے اور اس پر وہ بہت لکھ چکے ہیں۔ظاہر ہے کہ پروفیسر صاحب نے مذہب کو اخلاقیات کی بنیاد بنانے کی حمایت تو کرنی نہیں تھی۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت غلط بات ہے کہ مذہب کو اخلاق (morals) کی بنیاد سمجھا گیا ہے۔اور پھر وہ یہ اعلان فرماتے ہیں کہ یہ واضح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ مذہب اخلاق کی بنیاد نہیں بن سکتا۔اور ایک مذہب سے تعلق رکھنے والے دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کو دائرۂ اخلاق سے باہر سمجھتے ہیں۔اور دوسروں کو برداشت کرنے کی تعلیم ہم پر خدا کی طرف سے عائد نہیں کی جا سکتی۔

Punjab Sweets & Restaurant

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔
کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔

ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز

Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

پروفیسر صاحب اس طرح ایک کے بعد دوسرا دعویٰ اتنی تیزی سے کر رہے ہیں کہ بیچ میں دلیل دینے کا وقت ہی نہیں مل رہا۔یہ ایک پرانی اور لمبی بحث ہے کہ کس چیز کو اخلاقیات کی بنیاد ہونا چاہئے ؟لیکن ناروسن صاحب کے حوالے سے چند امور کا ذکر ضروری ہے۔انہوں نے ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے اور ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی سنا دیا ہے کہ مذہب یہ قوتِ برداشت نہیں پیدا کر سکتا۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوتِ برداشت اور بردباری کا جائزہ لیا جائے۔

ان کا ایک مضمون aftermath شائع ہوا اور انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔اس میں بھی وہ لبرٹیرین فلاسفی کا پرچار کرتے ہیں اور بہت زور دے کر بیان فرماتے ہیں کہ اصل چیز یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے نظریات کی آزادی ہونی چاہئے۔پھر اسی مضمون میں وہ فرماتے ہیں کہ اگر یونیورسٹی میں میرے شعبے میں کوئی مارکسسٹ خیالات کا شخص ملازمت کے لئے آئے تو اسے فوری طور پر باہر کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔اب ملاحظہ کریں خود تو آزادیٔ خیال کے نعرے بلند کر رہے ہیں اور اگر مخالف خیالات کا شخص ملازمت کے لئے آ نکلے تو اس کی صلاحیتوں کو پرکھے بغیر اس بیچارے کو نکال باہر کریں گے۔پروفیسر صاحب کا دائرۂ اختیار اپنے شعبے تک محدود ہے اور اُس میں آمریت کا یہ عالم ہے۔اِس سوال کو لے کر ہم بذریعہ ای میل ان کے پاس گئے اور عرض کی کہ اِس طرح تو آپ اپنے شعبے میں بھی پوری آزادی نہیں دے رہے کیونکہ آپ اپنے سے مختلف خیالات کے شخص کو اپنے شعبے میں رکھنے کو تیار نہیں تو پھر آپ کے نظریات پر ایک ملک کس طرح چل سکتا ہے۔ان کا جواب یہ تھا

"The fact that you hold a view on something hardly qualifies you to be a member of an academic department,now does it "

یعنی اگر کوئی شخص کسی چیز کے متعلق کوئی مخصوص نظریہ رکھتا ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اس کو ایک علمی شعبے کا ممبر بنا لیا جائے۔

اب پڑھنے والے پڑھ سکتے ہیں کہ اس میں ہمارے سوال کا کتنا جواب دیا گیا ہے۔یہ کس نے کہا ہے کہ آپ آنکھیں بند کر کے اسے منتخب کر لیں لیکن آپ کے نظریات کے مطابق اسے برابر کا موقع تو ملنا چاہئے تھا۔

اب ان کے دوسرے دعوے کی طرف آتے ہیں کہ کوئی مذہب اخلاقیات (morals) کی بنیاد نہیں بن سکتا۔اس بات کو وہ اپنی تحریروں میں بار بار دہراتے رہے ہیں۔اور اپنے مضمون Who Owns Nature میں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ چونکہ مختلف مذاہب کے لوگ مختلف عقائد رکھتے ہیں اس لئے مذہب کو اخلاقیات کی بنیاد ہرگز نہیں بنایا جا سکتا۔لیکن یہ دلیل تو خود ان کے خلاف جاتی ہے۔کیونکہ پھر تو یہ سوال لازمی طور پر اٹھے گا کہ کس چیز کو اخلاقیات کی بنیاد بنایا جائے۔اگر انسانی سوچ یا فلسفے کو بنیاد متصور کیا جائے تو پھر مختلف انسانوں کی سوچ اور مختلف فلسفیوں کے نظریات نہ صرف ایک دوسرے سے مختلف بلکہ بسا اوقات برعکس ہوتے ہیں۔خود وہ اپنی مثال لے لیں۔کیا تمام فلاسفران کے نظریات کی حمایت کرتے ہیں ۔ہرگز نہیں۔بہت سے ان کے نظریات کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں۔

اس قسم کے سوالات لے کر ہم پھر بذریعہ ای میل پروفیسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم مشکور ہیں کہ پروفیسر صاحب نے جواب دیا اور اپنے نظریات کی دلیل کے طور پر Euthyphro کا مکالمہ بھجوایا۔یہ مکالمہ بہت دلچسپ ہے۔اور اس میں سقراط اور Euthyphro کے درمیان ہونے والی ایک گفتگو کو Plato کے قلم نے محفوظ کیا ہے۔جس وقت سقراط آخری مقدمے میں عدالت کے سامنے پیش ہونے جا رہے تھے تو عدالت کے دروازے پر ان کی Euthyphro سے ملاقات ہوتی ہے اور دونوں کے درمیان گفتگو ہوتی ہے۔اس گفتگو کا موضوع تھا کہ نیکی کیا ہے اور برائی کیا ہے؟ نیک کون ہے اور برا کون ہے؟ Euthyphro کہتا ہے کہ نیکی وہ ہے جو دیوتاؤں کی مرضی اور خواہش کے مطابق ہو۔ Euthyphro بھی ایتھنز کے لوگوں کی طرح مشرکانہ عقائد رکھتا تھا۔اس پر سقراط جواب دیتے ہیں کہ تم لوگ تو بہت سے دیوتاؤں کے قائل ہو اور تمہارے مطابق وہ آپس میں لڑتے بھی ہیں تو ایک بات جو ایک دیوتا کو پسند ہو دوسرے دیوتا کو ناپسند ہو سکتی ہے۔تو اس طرح کسی بھی چیز کو نیکی یا برائی نہیں قرار دیا جا سکتا۔اب یہ واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ اس دلیل کو بیان کر کے سقراط یہ نہیں کہہ رہے کہ مذہب اخلاقیات کی بنیاد نہیں بن سکتا بلکہ وہ اپنی قوم کو توحید کی طرف بلا رہے ہیں اور مشرکانہ عقائد ترک کرنے کی تبلیغ فرما رہے ہیں۔اور یہ بات اس طرح بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس مکالمے کے بعد وہ عدالت میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے پر لگنے والے الزامات کے جواب میں اپنی آخری تقریر فرماتے ہیں۔اس پر معرفت تقریر کو بھی Plato کے قلم نے Apology میں محفوظ کیا ہے۔اس تقریر کے چند فقرے ملاحظہ فرمائیں۔

’’خدا مجھے اپنا مشن مکمل کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔‘‘

’’اے ایتھنز کے لوگو میں تمہاری عزت کرتا ہوں اور تمہارے سے محبت کرتا ہوں لیکن میں تمہاری بجائے خدا کی اطاعت کروں گا۔‘‘

’’دوسروں سے سوال پوچھنے کا کام خدا کی طرف سے میرے سپرد کیا گیا ہے۔نظاروں کے ذریعہ اور آوازوں کے ذریعہ اور ہر اس طریقے سے جس سے آسمانی ہدایت انسانوں پر ظاہر کی جاتی ہے، مجھے یہ ہدایت دی گئی ہے۔‘‘

اب کتنا صاف ظاہر ہے کہ سقراط آسمانی راہنمائی اور مذہب کو اپنے لئے راہبر سمجھتے تھے۔حتیٰ کہ اس راہ میں انہوں نے اپنی جان بھی قربان کر دی۔پھر پروفیسر صاحب کا یہ دعویٰ کہ اس تقریر سے پہلے ان کے دلائل کا مقصد یہ تھا کہ مذہب کو اخلاقیات کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا ،کتنا بے معنی دعویٰ ہے۔اور ان دلائل کی عبارت بھی اس نظریہ کی تردید کر رہی ہے۔جب یہ صورتِ حال ناروسن صاحب کو تحریر کی گئی تو اُن کا جواب یہ تھا:۔

"The point is that,the dialogue makes clear that,whatever else we say,the basis of ethics cannot be that it is the word of God.You perhaps failed to see that.As I say ,you have I guess, missed the point.Think about it ,and then I'll explain in detail ".

’’اصل بات یہ ہے کہ اس مکالمے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ، ہم جو کچھ بھی کہیں اخلاقیات کی بنیاد خدا کا حکم نہیں بن سکتا۔آپ شاید یہ سمجھ نہیں پا رہے۔اس کے متعلق سوچیں اور پھر میں تفصیل سے سمجھاؤں گا۔‘‘

یعنی اس مکالمے میں جو شخص دلائل دے رہا ہے وہ اپنے صحیح اور غلط کا فیصلہ تو خدا کے حکم کے مطابق کرنے کا اعلان کر رہا ہے لیکن پروفیسر صاحب کا اصرار ہے کہ اس کے دلائل کا مقصد یہ تھا کہ کسی امر کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ خدا کے حکم کے مطابق نہیں ہونا چاہئے۔اگر یہی دلیل ہے تو ہم واقعی کچھ بھی نہیں سمجھ پائے۔

یہ کہنا کافی نہیں کہ مذہب کو اخلاق کی بنیاد نہ بناؤ، دراصل یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کے متبادل جو نظام تجویز کیا جا رہا ہے اُس کے خدوخال کیا ہیں۔جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے کہ جان ناروسن صاحب لبرٹیرین خیالات کے ہیں۔اُن کا نظریہ ہے کہ ہر شخص کو مکمل آزادی ہونی چاہئے۔اور حکومت کا دائرۂ اختیار اور لوگوں کی زندگیوں میں مداخلت کم سے کم ہونی چاہئے۔حکومت کا کام صرف لوگوں کی چوروں ڈاکوؤں سے حفاظت کرنا ، بیرونی حملہ آوروں سے بچانا وغیرہ ہے۔اور اس سے زیادہ حکومت کا کوئی کام نہیں اور نہ اس کے علاوہ کسی اور کام کے لئے حکومت ٹیکس لگا سکتی ہے۔اب سرسری نظر پر یہ نظریات معصومانہ لگتے ہیں لیکن جب تفاصیل دیکھیں تو ایک کے بعد دوسری بات سامنے آتی جاتی ہے۔ناروسن صاحب ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص کو کسی حملہ آور نے زخمی کر کے مرنے کے لئے ایک گڑھے میں ڈال کر چھوڑ دیا ہے اور ایک تیسرا شخص پاس سے گزرتا ہے، اسے دیکھتا ہے، اور اس کی مدد کے لئے کچھ نہیں کرتا اور لاپرواہی سے گذر جاتا ہے تو ان کے فلسفے کی رو سے اس تیسرے شخص پر کوئی الزام نہیں آتا۔یہ اُس کا حق ہے، اسے اس بات کی آزادی ہونی چاہئے۔اب ذرا تصور کریں کہ اس قسم کے فلسفے پر بنیاد رکھ کے جب کسی معاشرے میں اخلاقیات کی تعمیر ہوگی تو اُس کا حشر کیا ہوگا۔

(Cogito vol. 12 no.2july 1998 pp 93_102)

اب آگے دیکھتے ہیں کہ حکومت کے متعلق ناروسن صاحب کے نظریات کیا ہیں؟ اُن کا پختہ مؤقف یہ ہے کہ ریاست کا کام یہ نہیں ہے کہ کسی قسم کا کوئی رفاہی کام کرے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے گا تو خرچ سرکاری خزانے سے لیا جائے گا اور اس طرح اُن لوگوں کی آزادی متاثر ہو گی جن سے ٹیکس لیا گیا تھا۔اُن کے نزدیک یہ کام صرف رضاکارانہ طور پر رفاہی اداروں کو کرنے چاہئیں۔بے شک رضاکارانہ

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

احمدیوں کو جمعہ کی حاضری اور اس کی حفاظت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔

جمعہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہمیشہ جمعہ کی حاضری کو لازمی اور یقینی بنائیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور آنحضرت ﷺ پر درود کی وجہ سے رحمٰن کے بندے بننے کی کوشش کریں۔

(اصل اہمیت جمعہ کی ہے۔ جمعة الوداع کی الگ کوئی فضیلت قرآن وحدیث میں مذکور نہیں)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 12/نومبر ۲۰۰۴ء بمطابق 12/نبوت ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن۔لندن)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوْا الْبَيْعَ ۔ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ فَاِذَاقُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

(سورة الجمعه :آیت نمبر 11,10)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب جمعہ کے دن کے ایک حصے میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

رمضان کا آج آخری جمعہ ہے اور کل انشاء اللہ آخری روزہ ہے گویا آج کا روزہ تو آدھے سے زیادہ گزر گیا صرف ایک روزہ رہ گیا ہے یوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ یہ گنتی کے چند دن گزر گئے اور پتہ بھی نہیں چلا اَلْحَمْدُلِلّٰه۔ عموماً رمضان کے اس آخری جمعہ میں حاضری عام جمعوں کی نسبت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے لیکن جیسا کہ میں نے گزشتہ سال بھی کہا تھا، اور انشاء اللہ کہتا رہوں گا جب تک اللہ چاہے گا، کہ جو لوگ جمعوں پر باقاعدہ نہیں آتے اب ان کو یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ یہ جمعہ رمضان کا جو آخری جمعہ ہے اس پر ضرور جانا چاہئے اور شامل ہونا چاہئے، اس کی برکات سے فائدہ اٹھانا چاہئے تو ایسے لوگوں کو اب یہ کوشش کرنی چاہئے کہ یہ جمود جو اب ٹوٹا ہے کہ وہ مسجد میں جمعہ پڑھنے آئیں اور جمعہ پڑھنے آئے ہیں ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ یہ برف جو ان کے ذہنوں اور دلوں پر جمی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کو جمعہ کی اہمیت کا احساس نہیں تھا اس برف کو رمضان کی گرمی نے پگھلا دیا ہے، اس ماحول نے پگھلا دیا ہے جو رمضان کے مہینے میں ہر گھر میں ایک ماحول بن جاتا ہے۔ اور چھوٹے بڑے سست یا عبادت بجالانے والے سب کوشش کرتے ہیں کہ اپنی اپنی توفیق کے مطابق رمضان کی برکتوں کو سمیٹ لیں۔ تو اب ایسے حالات ہوئے ہیں کہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی آواز پر اس کے حضور مسجد میں آ کر عبادت کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے جمعہ پر یا رمضان کے جمعوں پر آنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ ان لوگوں کو اب مستقل یہ بات اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لینی چاہئے کہ جو توجہ ہم میں ایک دفعہ پیدا ہو گئی ہے یہ اب قائم رہنی چاہئے۔ اگر یہ سوچ قائم رہی تو آپ دیکھیں گے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنا قرب پانے والے بندوں پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کے دروازے کھولتا چلا جاتا ہے۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں یہ سورہ جمعہ کی آیات میں سے دو آیتیں ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی اہمیت کا بتایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ خاص جمعہ جو رمضان کے مہینے کا آخری جمعہ ہے اس میں مسلمان یہ طریق اختیار کریں جس کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ بلکہ بغیر کسی تخصیص کے، بغیر کسی جمعہ کے فرق کے ہر جمعہ کے بارے میں بتایا کہ جو بھی جمعہ ہے وہ برابر ہے اور اس میں ایمان والوں کو جمعہ کی اہمیت کے پیش نظر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس میں باقاعدہ حاضر ہوں اور اس میں کچھ ہدایات دی ہیں۔ وہ باتیں کیا ہیں وہ ہدایات کیا ہیں جن کا ایک مومن کو خیال رکھنا چاہئے۔ وہ یہ ہیں کہ جب جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے بلایا جائے تو بغیر کسی بہانے کے، بغیر کسی کاروباری مصروفیت کی اہمیت کا دل میں خیال لائے سب کام چھوڑ کر فوراً مسجد کی طرف جانا شروع کر دو اور اس کام میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ جمعہ کی ایک اہمیت ہے اور وہ اہمیت ہمیشہ تمہارے پیش نظر رہنی چاہئے۔ اگر تمہیں علم ہو جائے اس اہمیت کا اور یہ پتہ چل جائے کہ جمعہ کی عبادت تمہیں کیا سے کیا بنا سکتی ہے اگر تمہیں پتہ ہو کہ جمعہ میں کی گئی دعائیں کتنا درجہ پاتی ہیں تمہیں پتہ ہو کہ جمعہ کے دن تم شیطان کے چنگل سے بھی بچ سکتے ہو اور کس طرح بچ سکتے ہو جس کی وجہ سے تم ہمیشہ نیکیوں پر قائم رہتے چلے جاؤ گے اور ہمیشہ نیکیوں پر قائم رہنے کی صلاحیت تم میں پیدا ہو جائے گی، تو کبھی جمعہ نہ چھوڑو پھر تمہیں یہ خیال نہ آئے کہ کوئی بات نہیں جمعہ تو پڑھا ہی جائے گا کاروبار کر و یا دوستوں کے ساتھ سیر کے لئے چلے جاؤ یا اسی طرح اور بہانے تراشنے لگو بلکہ اس آیت کے مطابق جمعہ پر آنے کے لئے جلدی کرو گے۔ اس اہمیت کو آنحضرت ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنوں میں بہترین دن جن میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن ھبوطِ آدم ہوا۔ یعنی جنت سے نکلے بھی۔ اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں مسلمان بندہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الجمعة باب فی الساعة التی ترجی فی یوم الجمعة)

تو یہ اہمیت ہے اس دن کی کہ دنوں میں سے بہترین دن ہے اس لئے کہ آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اس دن وہ جنت میں بھی داخل کئے گئے اور انہیں جنت سے نکالا بھی گیا۔ اب جنت میں داخل بھی کیا گیا اور نکالا بھی گیا دونوں باتیں ایک ساتھ ملا دی گئی ہیں۔ مختصراً اس بارے میں بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جن اور انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے کہ وہ عبادت کریں۔ اب جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اس کے احکامات پر عمل کریں گے تو آدمؑ کی یہی اولاد جنت کی وارث بھی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی بھی ہوگی اور قبولیت دعا کے نشان دیکھنے والی بھی ہوگی۔ اور جو لوگ عبادت کرنے والے نہیں ہوں گے، احکامات پر عمل کرنے والے نہیں ہوں گے، شیطان کے بہکاوے میں آنے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کو اور اس کی عبادت کو جو خاص اہمیت رکھی ہے اس کو نظر انداز کرنے والے ہوں گے، اپنی مصروفیات اور کاروبار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے اس خاص دن کی عبادت سے غافل ہوں گے وہ پھر جنت کے وارث نہیں بن سکتے۔ بلکہ جس طرح آدم کو اللہ تعالیٰ نے جو احکامات دیئے تھے ان پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے جنت سے نکلنا پڑا تھا تو تم بھی یہ نہ سمجھو کہ مسلمان کہلا کر جنت کے وارث کہلاؤ گے بلکہ احکامات پر عمل کر کے جنت مل سکتی ہے۔ اس لئے اپنے باپ آدم کے تجربے سے فائدہ اٹھاؤ اور شیطان

سے بچنے کی کوشش کرتے رہو۔اس سے مقابلہ کرو اور ہر جمعہ کو جو تمہیں خدا تعالیٰ نے اکٹھے ہونے کا حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اور اس دن کی اہمیت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے یہ سہولت بھی دے دی ہے یا یہ انعام بھی تمہیں دے دیا ہے کہ اس میں ایک ایسا وقت رکھ دیا ہے کہ جب عبادت کے دوران تمہاری دعا کو قبولیت کا شرف اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔اس لئے سال کے بعد نہیں بلکہ ہر ساتویں دن ایک اہتمام کے ساتھ اس کی عبادت کی طرف توجہ دو تو جنت سے نکلنے کی بجائے، نیک اعمال اور عبادت کی وجہ سے اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جنتوں کے وارث ٹھہرو گے۔

اب دیکھیں جنت سے نکلنے کے ساتھ ہی یہ دو قسمیں بنائی ہیں شیطان سے مقابلہ کی طاقت بھی دے دی ہے اور فرمایا یہ مقابلہ اور شیطان کے خلاف جہاد پھر تمہیں جنت میں داخل کر دے گا۔ بلکہ تمہارے لئے دو جنتیں مقرر ہو گئیں اس دنیا کی جنت بھی اور اگلے جہان کی بھی۔ پھر عام طور پر کسی اچھی یاد کا یا کسی کی سالگرہ منانی ہو تو سال کے بعد ایک دن آتا ہے یا اگر کسی شیطانی صفت سے نجات ملی ہو تو پھر بھی سال گزرنے پر اس دن کا ذکر ہوتا ہے۔لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے سات دن کے بعد یہ ایک دن رکھ دیا ہے یہ یاد کرانے کے لئے کہ میں نے جس دن آدم کو جنت میں داخل کیا تھا تم اس دن کو یاد کرو، اکٹھے ہو کر دعائیں کرو، میرے نبی ﷺ پر درود بھیجو، میرے احکامات کی تعمیل کرو تو ہمیشہ جنت میں رہو گے ۔لیکن یہ یاد رکھو کہ اگر یہ نیک کام نہیں کرو گے تو آدم کی طرح جنت سے نکالے بھی جاؤ گے اس لئے ہوش کرو۔اور ساتھ یہ بھی خوشخبری دے دی اس ہدایت کے ساتھ کہ اس میں تمہاری دعائیں تمہاری گریہ وزاری جو تم کرو گے وہ بھی قبول ہو گی، ایک وقت ایسا آئے گا جو قبولیت کا درجہ پائے گی تاکہ تم جنت سے فائدہ اٹھاتے رہو۔ یہ زمین بھی تمہارے لئے جنت بن جائے یہ دنیا بھی تمہارے لئے جنت بن جائے اور آئندہ بھی، موت کے بعد بھی دائمی جنت کے تم وارث ٹھہرو۔ گویا شیطان سے بچنے کے لئے ہمیں ہتھیار بھی مہیا فرما دیا اور اس ہتھیار کے کارگر ہونے کی ضمانت بھی عطا فرمادی۔لیکن کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا شیطان بھی اس دن بڑی تیزی دکھا رہا ہوتا ہے کیونکہ شیطان نے اس دن بہکایا تھا اس لئے تمہیں بھی اپنی عبادتوں میں ایک خاص مقام پیدا کرنا ہو گا اور جب یہ خاص مقام حاصل ہو جائے گا تو تبھی شیطان کے اور حملوں سے بچ سکو گے، جیسا کہ میں پہلے کہہ آیا ہوں۔

ایک روایت میں قبولیت دعا کے بارے میں اس طرح آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جمعہ کے ذکر میں فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جب مسلمان کو ایک ایسی گھڑی ملے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دعا مانگے وہ قبول کی جاتی ہے۔ آپ ؐ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا لیکن یہ گھڑی بہت مختصر ہوتی ہے۔(مسلم کتاب الجمعۃ باب فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ)

اب یہ دیکھیں یہاں بھی جمعہ کی ہی بات کی گئی ہے کہ گھڑی آتی ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ جمعۃ الوداع میں خاص گھڑی آتی ہے۔ پھر اگلی آیت میں یہ فرمایا کہ خاص وقت میں مصروفیت کے باوجود جب تم نماز کے لئے اکٹھے ہوتے ہو اور جب نماز پڑھ لی تو پھر تمہیں اجازت ہے کہ اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو۔یعنی تمہارے دنیاوی کام کاج اگر کوئی ہیں، مصروفیات اگر ہیں تو جمعہ کی نماز کے بعد ان کو بجا لاؤ۔لیکن یاد رکھو کہ تمہارا مقصد پیدائش جو ہے وہ ہمیشہ تمہارے پیش نظر رہنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ جمعہ کی نماز کے بعد اب عصر کی نماز یا قضاء کر کے پڑھو یا بھول جاؤ کہ پڑھنی بھی تھی کہ نہیں۔نہیں، بلکہ جمعہ پڑھنے کے بعد بھی اگر تمہیں دنیاوی کام کرنے کی مجبوری ہے تو ضرور کرو۔ حضرت مصلح موعودؓ نے تو یہ لکھا ہے کہ اگر مجبوری ہے تو کرو ورنہ ذکر الٰہی میں وہ وقت گزارو۔ لیکن اس کام کے دوران بھی ذکر الٰہی کرتے رہو اور پھر یہ بھی ذہن میں رہے کہ باقی نمازیں بھی وقت پر ادا کرنی ہیں۔ یہ غلط فہمی جو بعض میں ہوتی ہے کہ جمعہ نماز پڑھ لی باقی دیکھی جائے گی اس کی بھی اصلاح فرما دی کہ ذکر الٰہی ہر وقت رکھو اور جب دل میں ذکر الٰہی کر رہے ہو گے تو لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ پھر نماز کا بھی خیال رہے گا اور نمازیں وقت پر پڑھو گے اور جب نمازیں وقت پر پڑھو گے تو شیطان سے بھی بچتے رہو گے اور برائیوں سے بھی بچتے رہو گے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾(العنکبوت:46) نماز ناپسندیدہ اور بری باتوں سے روکتی رہتی ہے اور اس وجہ سے پھر جنت سے نکلنے کی بجائے، جنت میں داخل ہونے والے بن جاؤ گے۔ اور جو انذار ہے اس دن کا اس دن سے بچ جاؤ گے، برائیوں سے بچ جاؤ گے۔ تو عبادت کرنے کا ایک تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا پھر شیطان سے بچنے کے لئے عبادت کرو جمعہ کا خاص خیال رکھو اور پھر عبادت کے آگے کچھ طریقے بھی آنحضرت ﷺ نے ہمیں بتائے ہیں۔ اب ہر کوئی ہم میں سے یہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کے واسطہ سے ہی ہے۔اس وقت اگر کوئی زندہ مذہب ہے تو اسلام ہے۔ اس وقت اگر کوئی مذہب بندے کا خدا سے براہ راست تعلق پیدا کر سکتا ہے تو وہ اسلام ہے۔لیکن یہ براہ راست اس طرح ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو ذریعہ بنائے۔ جو آپ کی پیروی نہیں کرتا وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو آپ پر درود نہیں بھیجتا اس کی دعائیں بھی وہ قبولیت کا درجہ نہیں پاتیں۔ اس لئے ہمیں حکم ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے رہو۔ اور اس ذریعے سے خدا کا قرب پانے والے بن جاؤ لیکن جمعہ کے دن اس درود کی بھی ایک خاص اہمیت ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ)

تو دیکھیں یہاں بھی جمعہ کی اہمیت درود کے حوالے سے بتائی گئی ہے اور درود آپ ؐ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کو شفاعت کا حق عطا فرمایا ہے۔ پھر یہ جمعہ کا درود ہی ہے اگر ہم بھیجیں گے تو آپ ؐ کو پیش ہو کر ہمارے کھاتے میں جمع ہوتا چلا جائے گا۔ بلکہ ہر وقت درود بھیجنا چاہئے اور جمعہ پہ خاص طور پر۔ تو یہ جمعہ کے دن کی اہمیت بتانے کے لئے ہے۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ جمعۃ الوداع کے دن جو تم درود بھیجو گے وہ خاص طور پر میرے سامنے پیش ہو گا بلکہ ہر جمعہ کے دن جو درود ہے وہ پیش ہو گا۔ یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ جمعۃ الوداع کی کوئی اپنی خاص اہمیت نہیں کوئی حیثیت نہیں۔ کہیں قرآن وحدیث سے اس کا پتہ نہیں لگتا۔ یہ سب بعد کی اختراعیں ہیں، بعد کی باتیں ہیں جو بعض مفاد پرست علماء یا نام نہاد فقہاء نے اپنے مطلب حاصل کرنے کے لئے بنائی ہیں۔ پھر اس کے ذریعہ سے عوام الناس کو بھی گمراہ کیا جاتا ہے تو جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ شیطان بھی خاص طور پر اس دن کے حملے زیادہ زوردار طریقے سے کرتا ہے اور زیادہ منصوبے بنا کے کرتا ہے۔ اس لئے اس کو یہ تکلیف ہے اور تھی کہ آج کے دن آدمؑ کو پیدا کیا گیا ہے؟ میرے مقابلے پہ لایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نیچے دکھایا ہے کم تر حیثیت میری ہو گئی ہے تو اصل میں تو شیطان کی لڑائی اللہ تعالیٰ سے تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اس لئے بندوں کو اپنے قابو میں کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور اس کے لئے اس کو چھٹی بھی ملی ہوئی ہے کہ ٹھیک ہے کرو جو تمہارے قابو میں آئیں گے وہ جہنم میں جائیں گے۔ جو نیکیوں پہ قائم رہیں گے وہ جنت میں جائیں گے۔ وہ تو اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ رحمٰن کے بندے کم سے کم دنیا میں ہوں لیکن آج احمدی کا یہ کام ہے کہ جمعہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہمیشہ جمعہ کی حاضری کو لازمی اور یقینی بنائیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور آنحضرت ﷺ پر درود کی وجہ سے رحمان کے بندے بننے کی کوشش کریں۔ اور جب رحمان کے بندے بننے کی کوشش کر رہے ہوں گے تو صرف جمعوں کی حاضری کی فکر ہی نہیں ہو گی ہمیں، بلکہ پھر نمازوں کی حاضری کی بھی فکر ہو گی۔ اور مسجدوں کی آبادی کی بھی فکر ہو گی۔ اپنی غلطیوں، کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کی بھی فکر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک، اور رمضان اگلے رمضان تک ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے

سیٹلائٹ

ہیں۔ جب تک کہ وہ بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الطہارۃ)

تو یہاں بات بالکل کھول دی کہ پانچ نمازیں کفارہ بنتی ہیں یعنی جب انسان کو ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی فکر رہے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش بھی کرتا رہے اور پھر نمازیں بھی ادا کرے پھر ایک جمعہ اگلے جمعہ تک کا کفارہ بنتا ہے۔ ان سات دنوں میں نماز کی ادائیگی کی وجہ سے اور بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کی وجہ سے اور اس سوچ کی وجہ سے کہ میں نے گزشتہ جمعہ میں یہ عہد کیا تھا کہ آئندہ فلاں فلاں برائی نہیں کرنی اور اس وجہ سے خدا سے معافی کا طلبگار ہوا تھا تو پھر یقیناً وہ انسان برائی سے بچنے کی کوشش بھی کرتا رہے گا۔ کیونکہ یہ احساس رہے گا کہ میں بھی گزشتہ جمعہ میں خدا سے فلاں برائی کو چھوڑنے اور فلاں چیز کے حصول کا طلبگار رہوا تھا۔ اگر میں نے دوبارہ یہی برائی کی تو کس منہ سے اگلے جمعہ اس کے سامنے حاضر ہوں گا۔ تو اس طرح یہ کفّارہ بن جاتا ہے۔ اگلا جمعہ گواہی دیتا ہے کہ یہ بڑے گناہوں سے بچتا رہا۔ اور اگر سال کے بعد ہی جمعہ پڑھنا ہے تو سال کے بعد تو انسان ویسے بھی بھول جاتا ہے بہت ساری باتیں، بہت سارے وعدے، بہت سارے عہد کئے ہوئے ہیں یا نہیں کئے ہوئے۔ پھر فرمایا کہ رمضان کفارہ بن جاتا ہے۔ اگر نمازوں اور جمعوں کی ادائیگی ہو رہی ہوگی اور نیکیاں قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے تو ظاہر ہے رمضان نے بھی اس کا کفّارہ بننا ہے۔ تو کفّارے کا مطلب یہ ہے کہ یہ نمازیں یہ جمعے یہ رمضان اس بات کی گواہی کے لئے کھڑے ہو جائیں گے کہ بعض چھوٹی چھوٹی غلطیاں جو اس شخص سے ہوئی ہیں یا بعض بیوقوفیوں کی وجہ سے جو غلطیاں ہوئی ہیں یہ عبادتیں کہیں گی کہ اے اللہ تیرے خوف کی وجہ سے اور تجھ سے محبت کی وجہ سے یہ انسان یہ مومن بندہ تیرے حضور پانچ وقت حاضر ہوتا رہا، تیرے سے ان برائیوں کی معافی بھی مانگتا رہا ہے اور بڑے گناہوں سے بھی بچتا رہا ہے۔ جمعہ کہے گا کہ ان سات دنوں میں اس شخص نے بڑے بڑے گناہوں اور برائیوں سے بچنے کی کوشش کی اور محفوظ رہا لیکن بعض چھوٹی غلطیاں ہو بھی گئی ہیں تو معاف کر دے۔ یہ بہرحال اپنا عہد نبھانے کی کوشش کرتا رہا ہے رمضان کہے گا کہ جو رمضان کا حق تھا اس طرح اس مومن بندے نے روزے بھی رکھے اور آئندہ رمضان کے انتظار میں بھی رہا اور عموماً برائیوں سے بچتا رہا چھوٹی موٹی غلطیاں کوتاہیاں اگر ہوگئی ہیں تو اس کو معاف کر دے۔ تو جب یہ عبادتیں جو ہیں یہ اس مومن بندے کا اس طرح ساتھ دے رہی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو رہی ہوں گی تو ان عبادتوں کی وجہ سے بشرطیکہ وہ نیک نیتی سے کی گئی ہوں، دکھاوے کے لئے نہ ہوں کیونکہ دکھاوے کی عبادتیں منہ پہ ماری جاتی ہیں تو نیک نیتی سے کی گئیں عبادتیں اس کو نیکیوں میں اور بڑھاتی چلی جائیں گی اور وہ نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرتا چلا جائے گا۔ اور ایک وقت آئے گا کہ جب چھوٹی چھوٹی برائیاں بھی دور ہو جائیں گی۔ تو یہ ہے عبادتوں کا کفارہ ادا کرنے کا مطلب۔ پھر جمعہ کے دن قبولیت دعا کے بارے میں ایک روایت اس طرح آتی ہے۔

پھر ایک روایت ہے ابو جعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے متواتر تین جمعے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الجمعۃ باب ما جاء فی ترک الجمعۃ)

تو جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ کوئی روایت نہیں ملتی جس سے جمعۃ الوداع کا پتہ لگتا ہو کہ اس کی کوئی خاص اہمیت ہے اس دن پڑھ لو تو بس سب کچھ معاف ہو گیا۔ لیکن ہر جمعہ کی اہمیت کا روایت میں بہرحال ذکر ہے۔ اب اس روایت میں بھی یہی فرمایا کہ جان بوجھ کر جمعہ چھوڑنے والے کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ اور جن کے دلوں پر مہر لگ جائے وہ دین سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ جب خدا کو بھی بھول جاتے ہیں۔ بڑا سخت انذار ہے۔ ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ اب جو لوگ سال کے بعد جمعہ پڑھتے ہیں یا عید پڑھتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ جمعہ بھی ایک طرح کی عید ہی ہے۔ پہلی حدیث سے واضح ہو گیا تین جمعے سے زیادہ چھوڑو تو پھر داغ لگ جاتا ہے۔

پھر جو عید کو اہمیت دیتے ہیں جمعے کو اہمیت نہیں دیتے اس بارے میں آنحضرت ﷺ نے ایک جمعے کے خطبے کے دوران ہی فرمایا کہ اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عید بنایا ہے۔ اس روز نہایا کرو اور مسواک ضرور کیا کرو۔ (المعجم الصغیر للطبرانی۔ باب الحاء من اسمہ الحسن)

یعنی اس روز نہا دھو کر صاف ستھرے ہو کے اچھے کپڑے پہن کے جس طرح عید کی خوشی مناتے ہیں اس طرح خوشی مناؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک جگہ اکٹھے ہو۔ تو بعض لوگ میں نے دیکھا ہے شائد اس وجہ سے جمعہ والے دن اپنی توفیق کے مطابق خاص طور پر کھانا بھی بڑے اہتمام سے پکاتے ہیں۔ تو اگر یہ اہتمام اس سوچ کی وجہ سے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے کہ عید سمجھ کے مناؤ تو کھانے کے ساتھ ساتھ پھر ثواب ملتا چلا جائے گا۔

پھر جمعہ پر آنے والوں کو آپ ﷺ نے ایک اور پیارے انداز میں ترغیب بھی دلائی ہے۔ روایت میں آتا ہے ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ انہیں ابو عبداللّٰہ اَغَرّ نے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور اس طرح وہ آنے والوں کی فہرست تیار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سننے میں لگ جاتے ہیں۔ (مسلم کتاب الجمعۃ۔ باب فضل التہجیر یوم الجمعۃ)

تو پہلے آنا بھی ثواب کا کام ہے کہ جلدی آنے کا حکم ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جلدی نماز کی طرف آیا کرو۔ کیونکہ شیطان تو اسی کوشش میں لگا ہوا ہے کہ کسی طرح روکے اور اگر اس کی کوششوں کے باوجود مسجد میں آنے کی طرف توجہ رہتی ہے، جمعہ پڑھنے کی طرف توجہ رہتی ہے جو اس زمانے میں اور بہت سی مصروفیات کی وجہ سے اور زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے، تو آنے کی وجہ سے ہی وہ ثواب کا حق دار ٹھہر رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے بہت سارا ثواب کا حصہ لے رہا ہوتا ہے۔ اس جلدی آنے کے بارے میں ایک اور روایت میں اس طرح آتا ہے۔

عَلْقَمَہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہمراہ جمعہ کے لئے گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ان سے پہلے تین آدمی مسجد پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے کہا چوتھا میں ہوں۔ پھر کہا خیر چوتھا ہونے میں کوئی دوری نہیں۔ پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے حساب سے بیٹھے ہوں گے یعنی پہلا، دوسرا، تیسرا پھر انہوں نے کہا چوتھا اور چوتھا بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے کے لحاظ سے کوئی دور نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا۔ باب ما جاء فی التہجیر الی الجمعۃ)

تو جمعہ پر جلدی آنے کے لئے صحابہ کی یہی کوشش ہوتی تھی اور یہ شوق ہوتا تھا۔ احمدیوں کو بھی اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے کیونکہ یہ سورہ جمعہ ہی ہے جس میں آخرین کا، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا پہلوں سے یعنی صحابہ سے ملنے کا ذکر ہے۔ تو یہ ملنا تو تبھی ملنا ہوگا جب ہم ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش بھی کر رہے ہوں گے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا ہے احمدیوں کو جمعہ کی حاضری اور اس کی حفاظت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ ایک تو اپنی ذات میں جمعہ کی ایک خاص اہمیت ہے۔ جو باتیں میں نے ابھی بتائی ہیں قرآن و حدیث سے بڑا واضح ہے۔ دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد جو ایک ہاتھ پر جمع ہو کر اپنے اوپر ہم نے ایک اور زیادہ ذمہ واری ڈال لی ہے کہ اکٹھے ہو کر دعائیں کرتے ہوئے ہم نے تمام دنیا کو ایک ہاتھ پہ جمع بھی کرنا ہے۔ تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے غلام کی جماعت میں شامل بھی کرنا ہے۔ اس ذمہ داری کو نبھانا ہے اس کے لئے کوششیں بھی بہت زیادہ کرنی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ احمدیوں میں تو نہیں ہوتا لیکن بعض غیروں میں ہوتا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے، نظریہ ہے کہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

جمعۃ الوداع کے دن قضاء عمری پڑھ لوتو پچھلی تمام زندگی کی چھوڑی ہوئی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں اور ان دو رکعتوں میں سب کچھ پورا ہو گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ احمدی اس بدعت سے پاک ہیں۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا کہ: ’’جو شخص عمداً سال بھر اس لئے نماز کو ترک کرتا ہے کہ قضاء عمری والے دن ادا کرلوں گا وہ گنہگار ہے۔ اور جو شخص نادم ہو کر توبہ کرتا ہے اور اس نیت سے پڑھتا ہے کہ آئندہ نماز ترک نہ کروں گا تو اس کے لئے حرج نہیں۔ ہم تو اس معاملے میں حضرت علیؓ ہی کا جواب دیتے ہیں‘‘۔

حضرت علیؓ کا جواب ایک اور روایت میں آپ نے اس طرح فرمایا ہے کہ: ’’ایک دفعہ ایک شخص بے وقت نماز پڑھ رہا تھا کسی شخص نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ خلیفۂ وقت ہیں آپ اسے منع کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بنایا جاؤں۔ کہ ﴿ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ۔ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ﴾ (العلق:10-11) ہاں اگر کسی شخص نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضاء عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اس نے ناجائز کیا ہے‘‘۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’ہاں اگر کسی شخص نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضاء عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اس نے ناجائز کیا ہے۔ اگر ندامت کے طور پر تدارک مافات کرتا ہے‘‘ یعنی اگر شرمندگی بھی ہے یہ کہتا ہے کہ توبہ تائب کرنا چاہتا ہے ’’تو پڑھنے دو‘‘ ’’اس کو‘‘ کیوں منع کرتے ہو۔ آخر دعا ہی کرتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’اس میں پست ہمتی ضرور ہے‘‘ اور ہمارے لئے فرمایا بعض لوگ اعتراض بھی کر دیتے ہیں کہ ’’دیکھو منع کرنے سے کہیں تم بھی اس آیت کے نیچے نہ آجاؤ‘‘۔

(الحکم مورخہ 24/ اپریل 1903ء صفحہ 12 کالم نمبر 3)

تو یہ تھی جمعہ کی اہمیت لیکن ان ساری باتوں کے باوجود بعض لوگ خطبہ سنیں گے کچھ اپنے پہ سختی طاری کرلیں گے، کچھ دوسروں کے لئے سخت ہو جائیں گے۔ کچھ لوگوں کے لئے جمعہ پہ چھوٹ بھی ہے اس کا بھی میں ذکر کر دیتا ہوں۔

طارق بن شہابؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ جمعہ ادا کرنا ایسا حق ہے جو واجب ہے۔ یعنی فرض ہے۔ سوائے چار قسم کے افراد کے یعنی غلام، عورت، بچہ اور مریض۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب الجمعۃ للمملوک والمرأۃ)

تو ان چار کو چھوٹ دی گئی ہے۔ خاص طور پر بچوں والی عورتیں جن کے بالکل چھوٹے بچے ہیں جن کے رونے یا شور کرنے سے دوسرے ڈسٹرب ہو رہے ہوں ان کی نماز خراب ہو رہی ہو خطبہ سننے میں دقت پیدا ہو رہی ہو ان کے لئے تو بہتر یہی ہے کہ وہ گھر میں ہی رہیں، گھر میں ہی نماز ادا کرلیا کریں۔ یہ جو چھوٹ دی گئی ہے یہ اپنی تکلیف یا مجبوری کے علاوہ دوسروں کو تکلیف سے بچانے کے لئے بھی ہے۔ اور پہلے یہاں ذکر ہے غلام کا، غلام تو اس زمانے میں رہے نہیں لیکن بعض دفعہ شیطان نفس میں ڈال دیتا ہے ملازم پیشہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم اس کی کیٹگری میں آگئے۔ وہ اس میں نہیں ہیں، میں واضح کر دوں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ چھوٹے بچوں والی عورتوں کو تو جمعہ پڑھانے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کے نبی ﷺ نے یہ چھوٹ دی ہے تو اس سے فائدہ اٹھائیں اور جمعہ کے آداب کے لحاظ سے بھی ضروری ہے۔ جمعہ کا خطبہ جو ہے وہ بھی جمعہ کا حصہ ہے۔ اس لئے اس میں بھی خاموش بیٹھنا ضروری ہے۔ بچوں کے بولنے کی وجہ سے ماں باپ ان کو چپ کرواتے ہیں چاہے وہ آہستہ آواز میں چپ کروا رہے ہوں تو ساتھ بیٹھے ہوئے کو پھر بھی تکلیف ہوتی ہے، خاص طور پر عورتوں کی طرف سے کافی شکایتیں آتی ہیں۔ اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ چھوٹے بچے اور ان کی مائیں گھر پر ہی رہیں۔ ہاں عید پر آنے کا حکم ہے اس پر ضرور آیا کریں۔ کیونکہ پرسوں عید بھی ہے یہ نہ ہو کہ سمجھیں کہ عید بھی معاف ہو گئی۔ اور بچوں کے لئے علیحدہ جگہ جہاں بنی ہو وہاں بیٹھنا چاہئے، عام جو نماز کا ہال ہے وہاں نہ بیٹھیں۔ یہاں بیت الفتوح میں تو اللہ کے فضل سے ویسے بھی ایک علیحدہ جگہ بنی ہوئی ہے بچوں کے لئے۔ لیکن شاید رش کی وجہ سے وہ علاقہ بھی مردوں کو مل جائے مجھے نہیں پتہ کیا پروگرام ہے ان کا۔ لیکن بہر حال بچوں والی عورتیں ایک طرف ہو کر بیٹھیں، دوسرے ڈسٹرب نہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے تو جائز وجہ سے بھی خطبے کے دوران بولنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جمعے کے روز جب امام خطبہ دے رہا ہو اگر تم اپنے قریبی ساتھی کو اگر وہ بول رہا ہے تو اس کو کہو خاموش ہو جاؤ تو تمہارا یہ کہنا بھی لغو فعل ہے۔

(ترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی کراھیة الکلام والامام یخطب)

تو یہ دیکھیں یوں خاموش کروانا، بول کے خاموش کروانے کی بھی پابندی ہے اس کو بھی لغو قرار دیا گیا ہے۔ کسی کو بھی چپ کروانا ہو چاہے چھوٹے بچوں کو یا بڑوں کو تو ہاتھ کے اشارے سے چپ کروانا چاہئے۔ تو یہ جمعہ سے متعلق چند باتیں ہیں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعہ کی اہمیت کو سمجھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور اپنی ذمہ داریوں کو اس سلسلے میں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ رمضان جس کا کل یہاں آخری روزہ ہے باقی دنیا میں بھی کل یا پرسوں ختم ہو جائے گا اس رمضان میں جو برکات ہم نے حاصل کی ہیں اور اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کوشش کو یا ان کوششوں کو دائمی بنا دے، ہماری زندگیوں کا حصہ بنا دے۔ اور جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے سارا سال ہمیں گناہوں سے بچنے اور عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی توفیق ملتی رہے تا کہ آئندہ رمضان بھی جو آئے اور اس کے علاوہ جتنے رمضان بھی ہماری زندگیوں میں آنے مقدر ہیں ہمارے لئے کفّارہ بن جائیں۔ جو آج جمعۃ الوداع میں شامل ہوئے ہیں، جمعہ میں شامل ہوئے ہیں جمعۃ الوداع سمجھ کر وہ اس عہد کے ساتھ اٹھیں اور وہ لوگ بھی جو کبھی کبھار جمعوں پہ آتے ہیں تین چار جمعے Miss کرنے کے بعد ایک جمعہ پڑھ لیا وہ بھی اس عہد کے ساتھ اٹھیں کہ یہ جمعہ جو ہے، جمعۃ الوداع نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح دوڑ شروع ہونے سے پہلے ایک لائن بنائی جاتی ہے جس پر دوڑنے والے دوڑ شروع ہونے سے پہلے کھڑے ہوتے ہیں یہ جمعہ جو ہے یہ اس لائن کی طرح ہو اور دل میں یہ عہد ہو کہ آج اس پوائنٹ سے ہم نے یا اس لائن سے ہم نے اپنی نیکیوں کی دوڑ شروع کر دینی ہے۔ اور نہ کوئی نماز قضاء کرنی ہے اور نہ کوئی جمعہ چھوڑنا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے خاص کوشش ہمیشہ کرتے رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ اپنے لئے بھی دعائیں کرنی ہیں، اپنے بھائیوں کے لئے بھی دعائیں کرنی ہیں۔ اور یہ رمضان کا جو ڈیڑھ دن رہ گیا ہے اس میں خاص طور پر توجہ دیں اور دعائیں کرتے رہیں۔ کوئی لمحہ بھی قبولیت دعا کا لمحہ ہو سکتا ہے۔ اس میں بھی جتنے دن جتنا عرصہ رہ گیا ہے چاہے چند گھنٹے ہوں اس میں بھی اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کی ایک درخواست یہ بھی ہے کہ بنگلہ دیش میں اور پاکستان میں بھی حالات کافی خراب ہیں۔ بنگلہ دیش میں احمدیوں کے لحاظ سے، پاکستان میں عمومی طور پر لیکن احمدیوں کے علیحدہ بھی۔ تو ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ عالم اسلام کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مسلمانوں پر آج کل بڑا شدید ظلم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور مسلمانوں کو بھی عقل اور سمجھ دے جو اس زمانے کے امام کو پہچانیں۔

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

*For Friendly Quote Please Contact : **Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: نماز ہائے جنازہ از صفحہ نمبر 16

تھا۔علاوہ ازیں آپ تمام بینن کے بادشاہوں کے صدر بھی تھے اور تاحیات اس کونسل کے صدر رہے ۔ بادشاہ چنے جانے سے قبل آپ نے کسٹم آفیسر کی حیثیت سے بینن میں کام کیا۔

مرحوم نے مورخہ 7/اپریل 2000ء کو بیعت کی تھی اور جولائی 2000ء میں پہلی بار جماعتی وفد کے ہمراہ جلسہ سالانہ یوکے پر تشریف لائے اور آپ کی ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ہوئی۔ عالمی بیعت میں شمولیت کے بعد جب آپ اپنے وطن واپس پہنچے تو آپ کو اپنے شہر میں مُلّاں حضرات کی کھلی کھلی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جنہوں نے آپ کو ہر طرح سے احمدیت سے الگ کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے بے خوف ہو کر یہی جواب دیا کہ جس سچائی کو میں نے پالیا ہے اس سے دوری ممکن نہیں۔ میں احمدی ہوں اور انشاء اللہ احمدی رہوں گا اور اسی پر میرا دم نکلے گا۔جلسہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“ کے تحت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کا تبرک اور اپنی طرف سے انگوٹھی کا تحفہ عطا فرمایا۔اس جلسہ کے بعد آپ کو قریباً ہر سال جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی توفیق ملتی رہی ۔آپ جماعت کی ہر ممکن مدد کے لئے تیار رہتے تھے۔آپ نے بینن کے صدر مملکت سے خود جماعت کا تعارف کروایا ۔اپنے حلقہ احباب میں آپ کی وجہ سے جماعت کو ہمیشہ تبلیغ کرنے میں آسانی اور مدد ملتی رہی ۔ غرضیکہ کبھی کوئی ایسا موقع نہیں آیا کہ جماعت نے ان سے مدد مانگی ہو اور انہوں نے انکار کیا ہو۔حضور انور نے اپنے دورہ افریقہ کے دوران جب پاراکو(بینن) میں وُرُود فرمایا تو اس وقت یہ خود تو بوجہ بیماری کے نہیں آسکے تھے لیکن انہوں نے اپنے 100 چھوٹے چیفس کو جو گھوڑوں پر سوار تھے حضور کے استقبال کے لئے بھجوایا۔وفات کے بعد آپ کو اپنے روایتی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

(2) مکرم ثناء چام صاحب۔

مرحوم مورخہ 7/نومبر 2004ء کو کار کے حادثے میں 58 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔مرحوم گیمبیا جماعت کے بڑے مخلص اور فعال رکن تھے۔لمبا عرصہ نیشنل مجلس عاملہ کے ممبر رہے۔ علاوہ ازیں ہیومینٹی فرسٹ کے انچارج کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی اور اسی سلسلہ میں کام کرتے ہوئے آپ کو یہ حادثہ پیش آیا تھا۔آپ گزشتہ 3 سالوں سے افسر جلسہ سالانہ کے فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے۔آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ گنی بساؤ میں احمدیت کا پودا آپ ہی کے ہاتھ سے لگا۔مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ نے 3 بیویاں، 7 بیٹے اور 5 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ الحیٔ صاحبہ (بیگم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب)

مرحومہ مورخہ 5 اور 6 /نومبر 2004ء کی درمیانی رات کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کی اکلوتی صاحبزادی تھیں۔والدین کی خدمت میں بھی آپ نے ایک غیر معمولی مقام حاصل کیا۔نمازوں کے علاوہ تہجد کی ادائیگی بھی بہت التزام سے کرتیں تھیں۔اپنی آخری تکلیف دہ بیماری بڑے صبر اور حوصلے سے کاٹی۔آپ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔لاہور میں جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی جہاں مکرم ناظر صاحب اعلیٰ نے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹی اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم چوہدری محمد یوسف باجوہ صاحب

مکرم چوہدری صاحب مورخہ 30/ستمبر 2004ء کو ایک ایکسیڈنٹ کے بعد مسلسل دس ماہ بے ہوش رہنے کے بعد وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آپ کی عمر 57 سال تھی ۔مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے باڈی گارڈ کی ڈیوٹی بھی کرتے رہے ۔اسی ڈیوٹی پر 1986ء میں لندن بھی آئے تھے۔مرحوم نیک ، خوش اخلاق، خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔

(5) مکرم چوہدری نثار احمد صاحب۔

مکرم چوہدری صاحب مورخہ 29/اکتوبر 2004ء کو حرکت قلب بند ہونے سے 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ صوم وصلوۃ کے پابند، دعا گو، خوش اخلاق اور ہمدرد انسان تھے۔عرصہ دراز تک مجلس عاملہ ضلع جھنگ کے رکن رہے اور خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے اور آپ کو اسیر راہ مولیٰ کا شرف بھی حاصل ہوا۔

❁ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17/نومبر 2004 بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ سکینہ شرما صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالکریم صاحب شرما سابق مبلغ مشرقی افریقہ) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔مکرمہ سکینہ شرما صاحبہ مورخہ 14/نومبر 2004ء کو عیدالفطر کے روز صبح کے وقت لندن میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت شیخ عبدالرب صاحب لائلپوری مرحوم (جو کہ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے) کی بیٹی اور جماعت کے ایک معروف سکالر مکرم شیخ عبدالقادر صاحب محقق عیسائیت کی ہمشیرہ تھیں۔مرحومہ نے اٹھارہ سال کی عمر سے لے کر چند سال قبل تک لجنہ اماء اللہ کے تحت دینی خدمات کی بھرپور توفیق پائی۔ لجنہ اماء اللہ کی مرکزی عاملہ میں بطور سیکرٹری تربیت بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ بہت نیک ، مخلص اور دعا گو خاتون تھیں۔آپ کو قرآن مجید پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ بہت سے احمدی اور غیر از جماعت بچوں کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی توفیق ملی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ان کی خواہش کے مطابق میت کو ربوہ لے جا کر بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے گا۔انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور خود اُن کا نگہبان ہو۔

❁❁❁❁

جماعت احمدیہ ناروے کے 22ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: چوہدری افتخار حسین اظہر۔ ناروے)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ ناروے کا جلسہ سالانہ مورخہ 18 اور 19 ستمبر 2004ء بروز ہفتہ اور اتوار بخیر وخوبی منعقد ہوا۔اس جلسہ میں مرکز لندن سے مکرم مولانا منیر الدین صاحب شمس ایڈیشنل وکیل التصنیف نے بطور نمائندہ مرکز شمولیت کی اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ افتتاحی اجلاس میں تلاوت ونظم کے بعد مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے نے خطاب کرتے ہوئے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔آپ نے جلسہ سالانہ کے لئے جگہ کے حصول کی مشکلات کا ذکر تفصیل سے کیا اور جماعت ناروے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم انشاء اللہ العزیز ضرور خدا کا گھر تعمیر کریں گے۔اس عزم کو تازہ رکھتے ہوئے دردِ دل سے دعائیں کریں تو قادر وتوانا خدا ہماری تضرعات کو ضرور سنے گا۔آپ نے حضور انور ایدہ اللہ کی جلسہ سالانہ UK پر دی گئی ہدایات پڑھ کر سنائیں کہ حضور انور کا ارشاد ہے کہ آپس میں بغض اور کینے دور ہوں، جماعت میں مضبوطی پیدا ہو، نمازوں کا انتظام اس طرح کریں کہ ڈیوٹی پر کارکنان کو نہ بھولیں۔ نمازوں میں خاموشی ہو، تقاریر غور سے سنیں اور استفادہ کریں۔تالی بجانے کی بجائے مناسب رنگ میں نعرے لگائیں۔

مکرم امیر صاحب نے ناروے میں تشریف لانے والے نئے مربی مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب کا تعارف کروایا اور ان کی یہاں تقرری کی خوش خبری جماعت کو سنائی۔

مکرم مولانا شمس صاحب نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے شرکاء کے لئے بہت دعائیں کی ہیں۔آپ نے حدیث کے حوالہ سے سامعین کو بتایا کہ جن مجالس میں حمد وثنا ہو گی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا جائے گا، یقیناً ایسی مجالس ہی خدا تعالیٰ کی پسندیدہ ہوں گی۔لہذا جلسہ کے دوران آپ زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی میں مصروف رہیں اور روحانی مائدہ حاصل کرنے کے لئے تقاریر کو دھیان اور یکسوئی سے سنیں۔

اجلاس اول میں یادِ رفتگان کے طور پر دوران سال وفات پا کر ہم سے بچھڑنے والوں کے نام پڑھ کر سنائے گئے اور شرکاء جلسہ سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست کی گئی۔

نماز وطعام کے وقفہ کے بعد دوسرے اجلاس کی صدارت مکرم مولانا میر عبدالباسط صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد (ربوہ، پاکستان) نے فرمائی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا۔منظوم کلام کے بعد مکرم ڈاکٹر بلال احمد عطاء صاحب نے جلسہ میں شامل نارویجین مہمانوں کا تعارف کروایا۔اس کے بعد ”موعود اقوام عالم“ کے موضوع پر نارویجین زبان میں ایک تقریر مکرم فیصل سہیل صاحب نے کی۔آپ نے بتایا کہ تمام مذاہب ایک آنے والے موعود کے انتظار میں ہیں۔

مکرم ظہور منیر صاحب نے اپنی تقریر میں جہاد کی حقیقت بیان کی اور جہاد کے متعلق لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کیا۔

مکرم سید کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سلسلہ سکینڈے نیویا نے ”عہد بیعت ،خلافت سے وفا کے تقاضے اور ہماری ذمہ داریاں“ کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ بیعت کے معنی اپنے تئیں بیچ دینے کے ہیں۔لہذا خلافت سے وفا کا یہی تقاضا ہے کہ ہم خلیفۃ المسیح کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں۔آپ نے ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز باجماعت ہماری ذمہ داریوں میں سب سے اہم ذمہ داری ہے۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم فواد محمود خان صاحب نے کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے متعلق تھی۔

آخر پر مکرم میر عبدالباسط صاحب نے جلسہ کی برکات کے بارے میں تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ کوشش کریں کہ خدا تعالیٰ آپ میں اور ہم سب میں پاک تبدیلی پیدا کرے ۔ آپ نے اجلاس دوئم کی اختتامی دعا کروائی۔اس دن کی حاضری 708 تھی جن میں لجنہ کی حاضری زیادہ رہی۔

تیسرے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت مکرم نیشنل امیر صاحب ناروے شروع ہوئی۔تلاوت ونظم کے بعد مکرم محمد محسن باسط قریشی صاحب نے فی زمانہ انٹرنیٹ کے منفی ومثبت اثرات کے متعلق نارویجین زبان میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ نئے زمانہ میں یہ اشد ضروری ہے کہ انٹرنیٹ استعمال ہو لیکن اگر اس کو تعمیری کام کی بجائے غیر اخلاقی تفریح کا ذریعہ بنایا جائے تو یہ بہت نقصان دہ ہے ۔اس طرح یہ تضیع اوقات کا باعث بھی بنتا ہے۔

ایک نارویجین مہمان مسٹر Olav نے مذہبی آزادی، عالمی اختلافات، دہشت گردی اور انسانی حقوق کو موضوع بنایا۔انہوں نے کہا کہ ناروے میں تمام لوگوں کے حقوق برابر ہیں لہذا ہم کوشش کریں گے کہ جماعت احمدیہ کو بھی وہی حقوق ملیں جو دیگر مذہبی جماعتوں کو ملتے ہیں۔

مکرم محمود ایاز صاحب نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق تقریر کی۔

مکرم امیر صاحب نے آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ عائلی واہلی زندگی پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے اسوہ کو اپنا کر اپنے گھروں کو امن کا گہوارہ بنائیں۔

اختتامی اجلاس مکرم مولانا منیر الدین صاحب شمس کی صدارت میں ہوا۔تلاوت ونظم کے بعد کچھ معزز نارویجین مہمانوں کا تعارف کروایا گیا جنہوں نے جلسہ کے انعقاد کی مبارکباد دی۔ایک ممبر پارلیمنٹ جو ملک سے باہر تھے ان کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جو انہوں نے چیکوسلاواکیہ سے بذریعہ فیکس بھیجا تھا،

مکرم نور احمد بولستاد صاحب نے آنحضرت ؐ خاتم النبیین کی مخلوق خدا پر شفقت ورحمت کے موضوع پر تقریر کی۔

مکرم منیر الدین صاحب شمس نمائندہ مرکز نے اپنی تقریر کا آغاز سورۃ الجمعہ کی ابتدائی آیات سے فرمایا اور وصیت کے نظام میں شامل ہونے کے لئے پرزور تحریک فرمائی ۔ اختتامی دعا کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا۔

❁❁❁❁

بقیہ : دہریہ پروفیسر Dr.Jan Narveson کی تقریر پر تبصرہ از صفحہ نمبر 4

طور پر ہونے والا کام بھی ایک عمدہ طریق ہے۔لیکن پروفیسر صاحب یہ بات سمجھ نہیں پا رہے کہ بسا اوقات کام کی نوعیت اتنی بڑی ہوتی ہے کہ رفاہی اداروں کے بس کی بات نہیں ہوتی اور لازمی طور پر ریاست کو سرکاری خزانے اور اپنے وسائل سے مدد کرنی پڑتی ہے ورنہ متاثرہ لوگ قدرتی آفات کا شکار ہو جائیں۔مثلاً بعض سیلابوں اور زلزلوں میں اتنے وسیع پیمانے پر تباہی ہوتی ہے کہ سرکاری مدد کے بغیر متاثرین کو نہیں بچایا جا سکتا۔لیکن پروفیسر صاحب تو اس قسم کی مدد کو برگِ حرام سمجھتے ہیں۔اسی طرح بعض علاقے جغرافیائی وجوہات کی بنا پر اتنے کٹے ہوئے اور پسماندہ ہوتے ہیں کہ ان کو بنیادی سہولیات مہیا کرنے کے لئے دوسروں کے ٹیکس سے مدد کرنی پڑتی ہے ورنہ وہ کبھی اپنے پاؤں پر نہ کھڑے ہو سکیں۔پاکستان کے شمال میں ایسے بہت سے علاقے ہیں جن تک صرف بجلی، پانی اور سڑک جیسی بنیادی سہولیات مہیا کرنے کے لئے لازمی طور پر سرکاری خزانے سے رفاہی طور پر خرچ کرنا پڑے گا۔سکردو، چترال اور چلاس جیسے علاقے اس قسم کی مدد کے بغیر کبھی اپنے پاؤں پر نہیں کھڑے ہو سکتے۔اتنے بڑے پراجیکٹ محض رفاہی اداروں کے بس کی بات نہیں ہوتے۔لیکن پروفیسر صاحب کے فلسفے کی رو سے اس قسم کی مدد کی ممانعت ہونی چاہئے کیونکہ ٹیکس دہندگان کی آزادی متاثر ہوتی ہے۔

اسلام اس سے بالکل مختلف نظریہ پیش کرتا ہے۔ اسلام میں کاروبار اور محنت سے اپنے اموال کو ترقی دینے کی اجازت ہے اور ذاتی جائیداد رکھنے کی کوئی ممانعت نہیں اور یہ اقتصادی ترقی کے لئے ضروری بھی ہے۔لیکن اس کے ساتھ امراء کے اموال میں غریبوں کی مدد کے لئے ایک حق بھی مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ (الذاریات:20)

''اور ان کے اموال میں سوال کرنے والوں اور بے سوال ضرورت مندوں کے لئے ایک حق ہے۔''

﴿وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ۔ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾(المعارج:25-26)

''اور وہ لوگ جن کے اموال میں ایک معین حق ہے۔مانگنے والے کے لئے اور محروم کے لئے۔''

یوں قرآنِ کریم امراء کے اموال میں غرباء کا حق مقرر کرتا ہے،اسی لئے زکوۃ کا نظام مقرر کیا گیا ہے۔اور دیگر حکومتی اموال میں غرباء کا ایک حق مقرر کیا گیا ہے اور اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے۔ ﴿کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ﴾(الحشر:8)

''تا ایسا نہ ہو کہ یہ (مالِ غنیمت) تمہارے امراء ہی کے دائرے میں چکر لگاتا رہے۔''

اور جس معاشرے میں غرباء کو پسنے دیا جائے اور اُن کی فریاد رسی اور مدد نہ کی جائے تو بالآخر غرباء میں ردِ عمل پیدا ہوتا ہے اور سارے معاشرے کو بہا کر لے جاتا ہے۔گذشتہ صدی کے شروع میں روس اور مشرقی یورپ میں آنے والا انقلاب اس کی ایک واضح مثال ہے۔

پروفیسر نارون صاحب کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے مخصوص ماحول سے باہر کی کچھ بھی خبر نہیں رکھتے۔ان کا ایک مضمون welfare state انٹرنیٹ پر موجود ہے ۔اس کے صفحہ ۱۷ پر وہ تحریر فرماتے ہیں کہ آج کل کے لوگ جب غربت کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ غریب شخص کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وی سی آر، بیئر یا سگریٹ لے سکے۔اب ذرا پروفیسر صاحب کی یہ موشگافی ملاحظہ کریں اور دوسری طرف ایشیا اور افریقہ کے مختلف علاقوں میں موجود غربت پر نظر ڈالیں۔پروفیسر صاحب کی لاعلمی پر رونا آتا ہے۔ہم نے خود ایسے وسیع علاقے دیکھے ہیں جہاں گھر کا صرف ایک کمرہ ہے اور اس میں بھی سیدھا کھڑا نہیں ہوا جا سکتا۔اگر کھانے کو کچھ ہے تو صرف سوکھی روٹی۔ گھر میں پلنگ یا کرسی نام کی کسی چیز کا کوئی تصور نہیں۔تعلیم اور صحت کی سہولیات کی مناسب فراہمی کے متعلق تو سوچنا فضول ہے۔اور افریقہ کے غریب علاقوں کی حالت تو ہمارے ملک سے بھی ابتر ہے۔اور ایک یہ پروفیسر صاحب ہیں کہ فرما رہے ہیں کہ غریبوں کا بس اتنا مسئلہ ہے کہ ان کے پاس وی سی آر نہیں۔ارے صاحب اُن کے پاس بجلی اور ٹی وی ہی نہیں بلکہ ٹی وی کو رکھنے کی جگہ نہیں، وی سی آر کو انہوں نے چاٹنا ہے۔میرے خیال میں اگر پروفیسر نارون صاحب کو چند روز اس قسم کے حالات میں رکھا جائے تو وہ کچھ عرصہ میں راہیٔ ملکِ بقا ہو جائیں ۔اور اس سانحے سے قبل ان کا فلسفہ ضرور رخصت ہو جائے گا۔آفرین ہے ان کی معلومات پر۔

جان نارون صاحب کا ایک مضمون منظرِ عام پر آیا جس میں انہوں نے تحریر کیا تھا کہ لبرٹیرین نقطۂ نظر سے اسقاط حمل کی مکمل اجازت ہونی چاہئے کیونکہ شکم مادر میں موجود بچے کا تو نہ کوئی کانشنس ہے اور نہ وہ کوئی اختیار رکھتا ہے ۔اس لئے اس کے ہونے والے والدین کو اختیار ہونا چاہئے کہ جب چاہیں اسقاط حمل کرا دیں کیونکہ ان کو اس کی آزادی ہونی چاہئے۔پھر وہ تحریر کرتے ہیں کہ اگرچہ نومولود بچے کا بھی کانشنس نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کوئی اختیار رکھتا ہے لیکن چونکہ ہر نومولود کے والدین اسے پالنا چاہتے ہیں،ورنہ وہ اسقاط حمل کرا دیتے،یا ہر بچے کو گود میں لینے کے لئے کوئی نہ کوئی تیار ہو جاتا ہے اس لئے نومولود کی صورت میں یہ سوال نہیں اٹھتا۔

ان کے اس مضمون کا نام تھا Right to liberty and abortion۔ہم نے یہ مضمون پڑھ کر ان سے پھر رابطہ کیا اور لکھا کہ آپ کا یہ کہنا درست نہیں کہ تمام بچوں کو ان کے والدین پالنا چاہتے ہیں، ورنہ وہ اسقاط حمل کا راستہ اختیار کرتے کیونکہ دنیا کی وسیع آبادی کو اسقاطِ حمل کی سہولت مہیا نہیں، اور بہت سی خانہ جنگیوں کے بعد یا وباؤں مثلاً ایڈز کی وبا کے نتیجے میں ہزاروں بچے ایسے ہوتے ہیں کہ ان بے آسرا بچوں کو گود لینے والا کوئی نہیں ہوتا۔اگر آپ کا یہی نظریہ ہے کہ جس وجود کا کانشنس نہیں بنا یا وہ اپنی مرضی کا راستہ نہیں اختیار کر سکتا تو اس کی زندگی ختم کرنے میں کوئی حرج نہیں تو اس نظریئے کی رو سے چھوٹے بچوں کا قتل بھی جائز ہو جائے گا۔اگر آپ یہ تسلیم نہیں کرتے تو آپ اپنے نظریہ کے نتائج سے کترا رہے ہیں۔اس کے جواب ان کی یہ ای میل موصول ہوئی۔

"I have written many times on this......I say explicitly for example that the practice of infanicide by the ancient Greeks and Vikings and various other tribes was justified.But I have just looked up the article you are talking about,and I find that you are entirely right,in that article I talk as though the problems you mention don't exist.Of course they do and when they do infanticide is a supportable option...........Thank you kindly for your pointing a needed correction".

''میں اس موضوع پر بہت مرتبہ لکھ چکا ہوں۔ مَیں واضح طور پر کہتا ہوں کہ مثلاً قدیم یونانیوں، وائیکنگ قبیلے اور دیگر قبائل میں بعض بچوں کو قتل کرنے کا رواج بالکل جائز تھا۔جس مضمون کی آپ بات کر رہے ہیں وہ ابھی میں نے دیکھا ہے ،آپ صحیح کہتے ہیں میں یوں بات کر رہا ہوں جیسے وہ مسائل جن کا آپ نے تذکرہ کیا ہے سرے سے موجود ہی نہیں۔یقیناً وہ مسائل موجود ہیں اور جب ایسے مسائل موجود ہوں تو بچوں کو قتل کرنے کا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے ۔اس ضروری درستگی کی نشاندہی کرنے پر شکریہ۔''

'بچوں کو قتل کرنا جائز ہے' یہ فتویٰ پڑھنا کسی بھی انسان کے لئے صدمہ کا باعث ہوتا ،اگر وہ انسان پروفیسر صاحب جیسا نہ ہو۔سو یہ جواب ہمارے لئے بھی صدمہ کا باعث تھا۔چنانچہ ان کی خدمت میں پھر عرض کی کہ آپ تو خود یہ تحریر کر چکے ہیں کہ ہر شخص اپنی جان کا خود مالک ہے تو پھر ان بچوں کو کیوں قتل کئے دے رہے ہیں۔ان کو بڑا ہونے دیں، بڑے ہو کر اپنی قسمت کا فیصلہ خود کر لیں گے۔ان کی بہت مختصر، جامع اور واضح ای میل یہ موصول ہوئی۔

"Wrong,the entire point of my discussion is that newborns ,as well as preborns are not persons.to be a person one must have consciousness,awareness and much more.If newborns had all this then they would have the full right to life. "

غلط ، میری ساری بحث کا اصل نقطہ یہ ہے کہ نوزائدہ بچے اور وہ بچے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے کوئی شخص تو نہیں ہیں۔ایک شخص ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس شعور ہو اور ہوش ہو اور بہت کچھ ہونا ضروری ہے۔اگر نئے پیدا ہونے والے بچوں کے پاس یہ سب کچھ ہوتا تو انہیں شخص کہہ سکتے۔

گویا اس طرح پروفیسر صاحب معصوم بچوں کو ان کے تمام انسانی حقوق سے محروم کر رہے ہیں۔یہاں تک کہ اگر ضرورت ہو تو ان کو قتل کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ان کے نزدیک بچوں کی وہی حیثیت ہے جو برتنوں کی ہوتی ہے۔ایک کو ردّ کیا اور دوسرا لے لیا۔

جب مذہب سے آزادی کا نعرہ بلند کیا جائے تو یہی ہوتا ہے۔پہلے یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خدا کے احکامات کی پابندیوں سے آزاد کر رہے ہیں۔پھر اپنے فلسفے کا ایک بت بنا لیتے ہیں اور اس کے آگے تمام انسانی قدروں اور آزادی کی قربانی دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس بُت کے چرنوں پہ انسانی جانوں کی قربانی بھی دی جاتی ہے۔لیکن اس کالی دیوی کی پیاس پھر بھی نہیں بجھتی اور یہ فلسفے کا عفریت ایک پیر تسمہ پا کی طرح معاشرے کو جکڑ لیتا ہے۔یہ انجام ہوتا ہے اس نام نہاد آزادی کا۔

ہمارا اور نارون صاحب کا تبادلہ خیالات شروع ہوا تھا کہ اخلاقیات کی بنیاد کس چیز کو ہونا چاہئے لیکن جب سامنے ایک شخص مر رہا ہو اور قدرت کے باوجود اس کی مدد نہ کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھا جائے، اور دو قوموں میں تنازع ہو تو زمین اس قوم کو عطا کر دی جائے جس کے پاس دینے کو مال زیادہ ہو، ریاست کو تمام رفاہی کاموں سے روک دیا جائے کیونکہ فلسفے کی طبع نازک پر گراں گزرتا ہے۔اور یہ بھی جائز سمجھا جائے کہ کسی بچے کی ضرورت نہ ہو تو اس کے قتل میں کیا حرج ہے تو اس صورت حال میں خواہ مخواہ اخلاقیات کی گٹھڑی کو سر پر اٹھا کر پھرنے کا فائدہ کیا۔ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اس گٹھڑی کو نیچے رکھ دیں کیونکہ ان خیالات کے ساتھ اخلاق کی ضرورت ہی کیا ہے۔اور اگر کبھی خدانخواستہ دنیا میں اس قسم کے فلسفے کا راج قائم ہو تو ہر مجبور کو، ہر آفت زدہ کو، ہر غریب شخص اور غریب قوم کو، ہر لاوارث بچے کو فیض کے یہ دو شعر لکھ کر بھجوا دیئے جائیں ؂

اجنبی خاک نے دھندلا دئے قدموں کے سراغ
گل کرو شمعیں بڑھا دو مے و مینا و ایاغ
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کر دو
اب یہاں کوئی نہیں ، کوئی نہیں آئے گا

اعلیٰ معیار کی ضامن
چناب سویٹس
ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔
بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے
Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

BELA BOUTIQUE
ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات ، فینسی سینڈلز ،
مردانہ سوٹ ، اچکن ، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے
Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

OPEN DEUR DAG

۱۹ ر ستمبر بروز اتوار بوقت دو بجے دوپہر تا چھ بجے شام

انٹورپن مشن ہاؤس کے دروازے عوام کے لئے کھول دئے گئے

امسال بارہویں جلسہ سالانہ بلجیم کے بعد اگلے دن بروز سوموار ہونے والا ایک پروگرام جماعتہائے احمدیہ بلجیم کے لئے عموماً اور جماعت انٹورپن کے لئے خاص طور پر تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔ یہ وہ بابرکت دن تھا جب ہمارے آقا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفسِ نفیس انٹورپن کے نئے مشن ہاؤس میں ورود فرمایا۔ اُس دن سب احبابِ جماعت انٹورپن مرد وزن خورد و کلاں انتہائی خوش نظر آرہے تھے۔ وہ خوش کیوں نہ ہوتے؟ آج اُن کے جان سے پیارے آقا اُن کے نئے مشن ہاؤس میں تشریف لائے تھے۔ حضور انور نے نماز ظہر اور عصر پڑہائی۔ بعد ازاں کھانا تناول فرمایا۔ اُس کے بعد سارے مشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا۔ رخصت ہونے سے قبل مشن ہاؤس کے دائیں بائیں کے ماحول کو بھی دیکھا اور اِس کے دوران صدر صاحب جماعت انٹورپن مکرم مبشر ہاشمی صاحب سے مختلف امور کے بارہ میں گفتگو بھی فرماتے رہے۔

اِن صفحات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد کے بابرکت ثمرات میں سے ایک کا ذکر کرنا مقصود ہے جسے پڑھ کر بلجیم کا ہر احمدی بول اُٹھے گا کہ اِس مشن ہاؤس میں خدا کے اِس برگزیدہ بندہ کے چند لمحات گزارنے کی بدولت اِسے کتنی شہرت عطا ہوئی۔

کبھی کسی احمدی نے بیلجیئم میں یوں ہوتے نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا۔ بلکہ ہمارے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی جو ہوگئی۔

۱۹ ر ستمبر بروز اتوار انٹورپن جماعت نے open deur dag منانے کا فیصلہ کیا۔ اِس کے لئے جہاں مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں وہاں دعوتی خطوط بھی تیار کئے گئے جو گھروں میں تقسیم کئے گئے۔

Gazet van antwerpen میں صدر صاحب جماعت کا انٹرویو چھپا تھا جس کے آخر پر اس دن مشن میں آنے کی دعوت دی گئی۔ اِس کا مقصد یہ تھا کہ بیلجئن لوگوں کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں جو خوف و ہراس اور نفرت پائی جاتی ہے اُسے دور کیا جائے۔ اور انہیں بتایا جائے کہ اصل اسلام ایسا نہیں بلکہ وہ تو بہت ہی پیارا دین ہے۔ اور احمدی مسلمان ویسے مسلمان نہیں جیسے بدقسمتی سے دنیا میں دوسرے بہت سے مسلمان پائے جاتے ہیں۔ یوں اسلام کی صحیح تصویر بھی دکھانے کا موقعہ مل جائے گا اور احمدیت کا تعارف بھی ہوجائے گا۔

مہمانوں کی آمد

دو بجے دوپہر سے ہی مہمان مشن ہاؤس میں آنا شروع ہوگئے تھے۔ اور لحہ بہ لحہ اُن کی تعداد میں اضافہ اور تیزی آتی رہی۔ ہر مہمان کا استقبال کیا جاتا اور اُس کی خدمت میں کوئی نہ کوئی کھانے پینے کی چیز پیش کی جاتی رہی۔ اِن سب معزز مہمانوں کے لئے چائے، کافی، سموسے، گلاب جامن، کیک اور چپس تیار کئے گئے تھے۔

اِن مہمانوں میں ہمسایوں اور عوام کے علاوہ Merksem District کے وزیر برائے ماحولیات، سنٹرل پولیس کا نمائندہ، انٹورپن کے میئر کا نمائندہ، محکمہ انصاف کا نمائندہ، چرچ کی تین نمائندہ خواتین، گلی کے اکثر دوکاندار اور دیگر لوگ آئے۔ مگر خدا تعالیٰ کا فضل یوں بھی ہوا کہ ہفتہ کو شائع ہونے والی خبر پڑھ کر TV چینل ATV کی ٹیم، ایک اور اہم اخبار Het Nieuws Blad کا نمائندہ جیسے لوگ بھی کشاں کشاں آگئے۔

جہاں عام مہمان اِس پُر امن جماعت کا تعارف حاصل کرتے رہے وہاں میڈیا کے نمائندگان بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق انٹرویوز اور معلومات لیتے رہے۔ شام چھ بجے تک مہمان آتے رہے۔ ۵۰ سے زائد بیلجئن لوگ مشن ہاؤس میں تشریف لائے۔

موقعہ کی مناسبت سے ایک بک سٹال بھی لگایا گیا تھا جس میں مختلف کتابوں کے علاوہ قرآن کریم اور پمفلٹس رکھے گئے تھے۔ بک سٹال سے ایک قرآن کریم ڈچ ترجمہ ایک مہمان نے خریدا۔ اس کے علاوہ جہاد کے متعلق پمفلٹس، مسلم جماعت احمدیہ کا تعارف جیسے پمفلٹس مہمانوں کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ان سے مختلف امور کے بارہ میں بات چیت ہوتی رہی۔ اکثر مہمانوں نے یہاں آکر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم یہاں مسلمانوں کا مرکز کھلنے سے خوفزدہ تھے تاہم آپ سے مل کر اور یہاں کا ماحول دیکھ کر ہماری فکر دور ہوگئی ہے۔

مہمانوں کے تاثرات محفوظ کرنے کے لئے ایک ویزیٹرز بک بھی رکھی گئی تھی۔ بعض مہمانوں نے اُس پر اپنے تاثرات لکھ کر بھی دئے۔ ان میں سے بعض کا ترجمہ ہم اِس مضمون کے آخر پر قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کریں گے۔

میڈیا کی رپورٹس

ٹی وی، اخبار اور ریڈیو نے اِس پروگرام کو عوام کے سامنے جس طرح پیش کیا گیا ہم یہاں اسے اردو میں پیش کر رہے ہیں۔ مقامی ریڈیو نے بھی اخبارات سے خبریں لے کر اپنی نشریات میں اِس پروگرام کا ذکر کیا جسے ریکارڈ نہ کیا جاسکا۔ مگر ٹی وی اور اخبارات کی خبروں کو قارئین کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔

انٹورپن ٹی وی چینل ATV پر

مشن ہاؤس انٹورپن کے بارہ میں تفصیلی خبر

ATV نے اس خبر کو ۲۰ اور ۲۱ ستمبر کو ہر آدھے گھنٹے کے وقفہ سے نشر کیا۔

خبر کا اردو ترجمہ

”احمدیہ مسلم جماعت نے (Bredabaan) بریڈابان Merksem پر آج اپنے نئے سنٹر کا افتتاح کیا اور اس مقصد کیلئے آج انہوں نے اپنے دروازے انٹورپن کے مقامی لوگوں کے لئے کھول دئے تا کہ لوگ آکر دیکھ سکیں کہ اس قسم کے جماعتی مرکز میں کیا ہوتا ہے۔

Bredabaan نمبر ۲۸۶ جہاں پہلے ایک بینک تھا اب جماعت احمدیہ کی ملکیت ہے جو کہ مختلف ہالز، نماز پڑھنے کی جگہ اور کمپوٹر روم پر مشتمل ہے گویا کہ یہ صرف مسجد نہیں۔

صدر جماعت نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہماری گلی کے لوگوں کو یہاں پر مسجد بننے کے حوالے سے بہت پریشانی تھی اس لئے ہم نے تمام لوگوں کو دعوت دی کہ آپ خود ہمارے مرکز میں تشریف لا کر دیکھ لیں کہ یہاں کیا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے آج open deur dag (اوپن ڈور ڈے) رکھا گیا ہے۔

چنانچہ اردگرد کے تمام لوگ مشن ہاؤس میں آئے اور تمام بلڈنگ گھوم پھر کر دیکھی جس کے بعد سب لوگوں کو یہ یقین ہوگیا کہ جماعت احمدیہ خالصتاً پُر امن جماعت ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں صدر جماعت نے کہا کہ ہم نہایت پُر امن مسلمان ہیں اور مذہبی جنگوں اور خودکش حملوں جیسے مسائل کے بارہ میں ہماری تشریح بالکل اور ہے اور ہم یقین نہیں رکھتے کہ آج کا دَور تشدّد کا دور ہے بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اب وقت ہے کہ اکٹھے بیٹھ کر اور ایک دوسرے سے بات چیت کر کے مسائل کا حل نکالنا چاہئے۔ صدر جماعت نے اس بات کا یقین دلایا کہ اس گلی میں رہنے والے تمام لوگوں کو ہرگز کسی بھی طرح پریشان نہیں ہونا چاہئے۔

بلجیم کی اِنتہا پسند جماعت فلامس بلاک کی طرف سے ہونے والی تنقید کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے صدر جماعت نے کہا کہ اگر آپ کو کسی کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہ ہو تو یقیناً آپ اس سلسلے میں بے اطمینانی محسوس کر سکتے ہیں، ہم نے تو سب لوگوں کو دعوت دی ہے کہ وہ ہمارے پاس آئیں ہم فلامس بلاک کے لوگوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس آئیں اور ہمیں پرکھیں۔ اب اگر وہ بغیر کچھ دیکھے مخالفت کرنا چاہتے ہیں تو میں اس سلسلہ میں بھلا کیا کر سکتا ہوں۔

گلی میں رہنے والے تمام لوگ جماعت احمدیہ کے دوستی کی طرف اس پہلے قدم کے اٹھانے پر نہایت خوش اور مسرور نظر آتے تھے۔

Jalebe

گزٹ فان انٹورپن

18-19 ستمبر 2004

صفحہ نمبر 27 (آدھا صفحہ)

نرم مزاج مسلمانوں کی طرف سے دعوت عام

احمدیہ مسلم جماعت بریڈابان پر اپنا مشن کھول رہی ہے۔

”احمدیہ مسلم جماعت نے اس ویک اینڈ پر اپنے جماعتی مرکز کا افتتاح کیا۔ جس میں نماز پڑھنے کی جگہ بھی بنائی گئی ہے۔ صدر جماعت زبیر ہاشمی کا کہنا ہے کہ پڑوسیوں کو ہم سے خوف زدہ ہونے کی بالکل ضرورت نہیں اس بات کو ثابت کرنے کے لئے یہ مذہبی جماعت اتوار کے دن (19 ستمبر) کو اپنے مرکز کے دروازے تمام لوگوں کے لئے کھول رہی ہے۔

سابقہ KBC بینک کا دفتر جو کہ سینٹ بارتھوے موس چرچ کے خاصہ قریب ہے اور کئی سالوں سے خالی پڑا تھا جماعت احمدیہ نے خرید لیا ہے۔ یہ اب ایک جماعتی مرکز بنے گا جس میں میٹنگ کے لئے ہال، کمپیوٹر روم، اور نماز پڑھنے لئے علیحدہ جگہ بنائی گئی ہے۔ زبیر ہاشمی جن کا تعلق بنیادی طور پر پاکستان سے ہے، کہتے ہیں ہم یہاں ایک چھوٹی سی جماعت ہیں جس کے انٹورپن میں قریباً 150 ممبر ہیں اس میں زیادہ تر کا تعلق پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا اور بعض افریقی ممالک جیسا کہ گھانا اور نائیجیریا سے ہے۔ اسی طرح کچھ بلجئن لوگ بھی ہماری کمیونٹی کے ممبر ہیں۔

جماعت احمدیہ اسلامی دنیا میں ایک علیحدہ مقام رکھتی ہے۔ زبیر نے بتایا کہ ہم نہایت سختی سے قرآن شریف پر عمل کرتے ہیں جس وجہ سے ہم آج کے دَور کو مذہبی جنگوں اور تشدد کا دور نہیں سمجھتے ہیں۔ بہت سے دوسرے مسلمان اس بات کو برداشت نہیں کرتے اور اکثریت ہماری دشمنی پر اُتر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت کے بہت سارے لوگوں کو اپنے اپنے ممالک سے فرار ہونا پڑتا ہے۔

پاکستانی حکومت نے قانونی طور پر جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔ زبیر نے بتایا کہ پاکستانی حکومت ہمیں اپنے معیار کے مطابق زیادہ نرم مزاج سمجھتی ہے حتیٰ کہ سعودی عرب بھی ہم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا اگر ہم مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو ہمیں ایک حلف نامے پر دستخط کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جس کا مقصد ہمیں اپنے عقائد سے انحراف کروانا ہے۔ بیلجیئم کی انتہاء پسند تنظیم F-Block ان نرم مزاج مسلمانوں کا مرکز دیکھ کر ہرگز خوش نہیں۔ Filip de

پلاٹ برائے فروخت

مسجد اقصیٰ کے عقب میں شکور پارک میں بہترین لوکیشن پر دس مرلہ پلاٹ جو کہ Covered چار دیواری میں ہے۔ رہائشی سکیم اور تمام سہولتیں میسر ہیں۔

یورپ میں رابطہ کے لئے محمد احمد ثاقب (جرمنی۔ڈارمسٹڈ)

0049 6151 967 6693

00 49 172 580 4372

پاکستان میں رابطہ کے لئے بشیر احمد شاد۔ربوہ

00 92 4524 215357

Winter نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ ہم بریڈابان کا ہرگز وہ حال نہیں ہونے دیں گے جس طرح مسلمانوں نے چند دوسری سڑکوں جیسے Turnhoutsebann اور Abdijstraat کا کیا ہے۔ ہم اس نئی مسجد (جماعتی مرکز) کا معاملہ اسمبلی میں اٹھائیں گے۔

انٹورپن کے اخبار

Het Nieuws Blad

20 ستمبر بروز پیر 2004 صفحہ 21 میں لکھا:

نیا اسلامی مرکز سینٹ بارتھولوموس کے سائے میں یہاں ہر ایک کو دعوت عام ہے

Bredabaan سڑک پر سینٹ بارتھولوموس چرچ کے بالمقابل دکانوں کے درمیان احمدیہ مسلم جماعت نے اس ویک اینڈ پر اپنا جماعتی مرکز کھولا۔ Merksem کے لوگوں کے ساتھ اچھا تعلق قائم کرنے کو یہ پاکستانی اور انڈین اوریجن کے لوگوں کی جماعت بہت اہم سمجھتی ہے۔ اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے گزشتہ روز ایک Open door Day منایا جس میں مختلف قسم کے ایشیئن کھانوں کے علاوہ بیلجیئن چپس پیش کئے گئے۔ سابقہ KBC بینک کا دفتر جو کہ Bredabaan-286 پر تھا، کچھ سالوں سے خالی پڑا تھا۔ ان ایشیئن مسلمانوں نے اب اس جگہ کو مختلف میٹنگ ہالز، کمپیوٹر کلاس اور نماز پڑھنے کے لئے علیحدہ جگہ میں تبدیل کردیا ہے۔ پہلے ان لوگوں کا مرکز Langelobroek straat پر واقع تھا۔ نسبتاً چھوٹی سی اس جماعت میں مراکش یا ٹرکش لوگ شامل نہیں ہیں۔ البتہ پاکستانی، انڈین کے علاوہ افریقن اور کچھ بیلجیئن لوگ بھی اس جماعت میں شامل ہیں جو کہ مسلم دنیا میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ دنیا بھر میں یہ لوگ 170 ممالک میں موجود ہیں اور ان کی تعداد 200 ملین ہے۔ انٹورپن شہر میں البتہ 150 کی تعداد میں ہیں۔ صدر جماعت زبیر ہاشمی نے کہا کہ ہم قرآن کریم پر سختی سے عمل کرتے ہیں اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نرم مزاجی اور برداشت ہمارے اہم پہلو ہیں۔ جبکہ کسی بھی قسم کی اِنتہا پسندی اور مذہبی جنگوں کو ہم ناپسند کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے اس پُرامن تصور اور طریق کار پر عمل کرنے کی وجہ سے دوسرے مسلمان ہمیں پسند نہیں کرتے حتّٰی کہ پاکستان میں ہم اپنے آپ کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ اور وہاں ہمارے خلاف کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ زبیر ہاشمی نے اچھی ڈچ زبان میں بات کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے اس جماعتی مرکز میں سب کو دعوتِ عام ہے۔ جو ہماری جماعت کے ممبر ہیں وہ یقیناً پہلے آتے ہیں لیکن ہم اپنے پڑوسیوں کو چاہے وہ یہودی ہوں یا وہ سینٹ بارتھولوموس کے پادری ہی کیوں نہ ہوں سب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنا ہمارے لئے بہت اہم ہے۔ یہ مرکز صرف مرکز ہی نہیں یہاں نماز بھی ہوتی ہے۔

Bredabaan Merksem میں اسلامی مرکز کا کھلنا انتہاء پسند جماعت Flams Block کے صدر Filip De Winter کے لئے نہایت مشکل ثابت ہوا ہے۔ انٹورپن میں مسجدوں کے پھیلاؤ کو روکنے کے حوالے سے وہ کہتے ہیں کہ اس مشہور کاروباری سڑک پر اسلامی مرکز اچھی بات ثابت نہیں ہوئی۔ یہ مرکز بلا شُبہ دوسرے اسلامی مراکز کو یہاں کا رستہ دکھانے کا سبب بنے گا۔ یہ مرکز سڑکوں پر اُگنے والی کھمبیوں کی طرح ہیں۔ جو بغیر کسی اجازت نامے کے ہر جگہ کُھل جاتے ہیں۔ Merksem District یقیناً غیر ملکیوں سے مخلوط سکولوں، رات کو شور شرابا، اور پارکنگ کے مسائل جیسے معاملات کا شکار ہونے والا ہے۔

زبیر ہاشمی کا کہنا اس کے برعکس ہے۔ اس اسلامی مرکز کے اردگرد رہنے والے جو بخوشی اس مرکز سے ملنے والی دعوت کو قبول کر کے مرکز میں گئے تھے۔ فی الحال تو بہت خوش نظر آتے ہیں۔ Allice Steenmaker جن کی دوکان اس مرکز کے بالکل برابر میں ہے نے کہا کہ مجھے تو یہ لوگ بہت دوستی پسند نظر آتے ہیں اور پھر ان کا مرکز بھی پورے علاقے کے لئے ہے۔

Tim van Lier جو قریب ہی ایک فوٹو کاپی کی دکان کا مالک ہے نے بھی بڑی بے فکری کا اظہار کیا ہے۔ کہ اگر یہ کسی کو تنگ نہ کریں تو ہمیں ان کے بریڈا بان پر آنے سے کوئی اعتراض نہیں۔ یہ مجھے نہایت مستقل مزاج مسلمان نظر آتے ہیں ہوسکتا ہے کل کو یہ میرے گاہک بھی بن جائیں۔

An van Tikel جن کا sun bath کا بہت بڑا سٹور ہے، کو بھی یہاں مرکز کھلنے سے کوئی شکایت نہیں۔ نہ ہی وہ سمجھتی ہیں کہ اس وجہ سے انہیں دکان جلدی بند کرنا پڑے گی اور سیفٹی الارم لگانا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ امید کررہی ہوں کہ یہاں ان کے دروازے کے آگے نوجوانوں کا جتھہ کھڑا نظر نہ آئے۔ لیکن اگر یہ آداب اور اخلاق سے رہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں‘‘۔

اب ہم کٹر اور انتہا پسند نیشنلسٹ پارٹی کے اخبار کی خبر دیتے ہیں۔

رسالہ ’’فلامس بلاک‘‘ ستمبر ۲۰۰۴ء

Merksem میں Bredabaan پر

نئی مسجد اور اسلامی سینٹر کا افتتاح

Bredabaan جو ایک نہایت مصروف سڑک ہے اس پر دکانوں کے درمیان میں ایک نئی مسجد اور اسلامی کلچر سینٹر کا افتتاح ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی تنظیم نے کھولا ہے جس کا کچھ عرصہ قبل کسی کو نام معلوم نہیں تھا۔ یعنی احمدیہ مسلم جماعت انٹورپن۔ انہوں نے کے بی سی بنک کی پرانی بلڈنگ کو اپنا جماعتی مرکز بنایا ہے۔ اس بلڈنگ کو جماعت نے باقاعدہ خریدا ہے۔ ان کے صدر کا کہنا ہے کہ یہاں مختلف قسم کے پروگرام ہوں گے۔ احمدیہ مسلم جماعت ایک عالمگیر جماعت ہے اور ہم بھی اسی کا ایک حصہ ہیں۔ ہمارے ملک میں یہ جماعت پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا، سیرالیون، بورونڈی، غانا اور نائجیریا کے مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ فلامش بلاک یہ چاہتی ہے کہ اس تنظیم کو نہایت سختی سے روکا جائے مزید اہم بات یہ ہے کہ انٹورپن شہر کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے عمل کو روکا جائے۔ Bredabaan اِس وقت ایک خالص فلامش مارکیٹ ہے لیکن کتنی دیر لگے گی کہ ہر خالی دوکان کوئی نہ کوئی خرید لے گا۔ میئر جانسن تو صرف نظر چرا کر دوسری طرف دیکھنے میں مصروف ہے گویا کہ اسے کچھ بھی پتہ نہیں۔ اس نئے اسلامی مرکز کا افتتاح مزید نئے مسلمانوں کو Bredabaan کی طرف لے کر آئے گا۔ فلامش بلاک یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ Merksem پر بھی اسلام کو مسلط کیا جائے۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگ یہ پیغام میئر کی کونسل کو بھجوائیں کہ ہم Merksem میں مسجد نہیں چاہتے۔ انٹورپن صرف انٹورپن والوں کے لئے ہے‘‘۔

اوپن ڈور ڈے مہمانوں کے تاثرات

مہمانوں کے تاثرات معلوم کرنے کے لئے ایک ویزیٹر بک بھی رکھی گئی تھی۔ اِس کتب سے چند مہمانوں کے تاثرات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

☆ Mr Van Delier انٹورپن کے علاقے Deurne سے آنے والے مہمان نے لکھا کہ:

’’بہت خوبصورت ڈیکوریشن کی گئی ہے‘‘۔

☆ Mr Denissen انٹورپن کے علاقے Merksem کے مہمان نے لکھا کہ ’’خوبصورت انداز میں اچھی مہمان نوازی کی گئی ہے‘‘۔

☆ Mr Keteles اور Mrs Kelders جو کہ Merksem کے پڑوسی مہمان تھے، انہوں نے لکھا کہ ’’ہم مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور کامیابی کے لئے دعا گو ہیں‘‘۔

☆ Mr Bayiens Franks جو Merksem کے رہنے والے ہمارے پڑوسی مہمان تھے آپ نے تحریر کیا کہ ’’ایک آزادانہ اور دوستانہ ماحول پیش کرنے والی کمیونٹی کے لئے میں نیک خواہشات کے ساتھ کامیابی کا طالب ہوں‘‘

☆ Mr Verley Etienme انٹورپن کے علاقہ Ekren سے آنے والے مہمان کے تاثرات کچھ یوں تھے ’’علاقے کے حساب سے آپکی عمارت اور سجاوٹ بہترین ہے میں آپکی آئندہ کامیابی کے لئے دعا گو ہوں‘‘۔

☆ Mr Deridder Frank انٹورپن کے علاقہ برگرہاؤٹ کے مہمان نے لکھا کہ ’’سب سے پہلے آپ کو مبارک باد ہو اور اچھی مہمان نوازی کا شکریہ۔ لیکن انٹورپن کے کچھ لوگ آپ کے امن پسند زندگی کے اصولوں کو بالکل نہیں سمجھتے۔ بہرکیف کامیابی کی دعا کے ساتھ۔ انشاءاللہ۔

☆ Mr Samlar انٹورپن کے علاقہ Merksem کے پڑوسی نے تحریر کیا کہ ’’آپ لوگوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ کامیابی کے لئے دعا گو ہوں‘‘۔

☆ Mr Don Niess انٹورپن کے دور دراز علاقہ Woost Wezel کے مہمان نے لکھا: ’’بہت ہمدردانہ اور اچھا اِستقبال کرنے پر کامیابی کے لئے دعا گو ہوں‘‘

☆ Zuster Van Calster, Zuster t Fransen Zuster j Verhoojen مسجد کے بالکل پڑوس میں واقع بڑے گرجے کی ان سسٹرز نے یہ ریمارکس دئے: ’’اچھی راہنمائی کے لئے مشکور ہیں‘‘۔

☆ Mr Willikens انٹورپن کے علاقے Merksem کے پڑوسی نے لکھا کہ ’’دعوت کا بہت بہت شکریہ، ماحول بہت اچھا اور دل کو محظوظ کرنے والا تھا‘‘۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جس فضل کا اظہار ہم پر ہوا ہے ہم اس کا شکر ادا کرنے کے لئے اور زیادہ محنت سے کام کریں۔ تعلیم، تربیت اور تبلیغ کی طرف بہت توجہ دیں۔ تا کہ اسلام کی جس تصویر کو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ اُسے قبول کیا، اسے سارے بیلجیئم میں پھیلا دیں۔ اور کیا اسلام اور مسلمانوں سے خوف کھانے والے اور نفرت کرنے والے غیر مسلم اور کیا ہم سے بیر رکھنے والے غیر احمدی لوگ، سب کے سب احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے منوّر ہو جائیں۔ آمین ثمّ آمین۔

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیق فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تا کہ پریشانی سے بچا جاسکے۔

نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M
Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ

بشیرالدین سامی صاحب (مرحوم)

(صفیہ بشیر سامی۔ لندن)

سامی صاحب کی پیدائش نومبر ۱۹۳۲ء میں قادیان میں مکرم سردار مصباح الدین صاحب مرحوم (سابق مشنری انگلستان) کے ہاں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حاکم بی بی تھا۔ آپ پانچ بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ قادیان سے ہجرت کے بعد سامی صاحب کے والدین نے اپنا ٹھکانہ چنیوٹ میں بنایا۔ ہجرت کے بعد جماعت کے بعض دفاتر کا عارضی قیام بھی چنیوٹ ہی میں ہوا۔ اور عارضی طور پر تعلیم الاسلام ہائی سکول بھی شروع ہوگیا اور سامی صاحب نے میٹرک کا امتحان بھی تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ سے ہی پاس کیا۔ کالج کی تعلیم کے لئے وسائل نہیں تھے اور عمر بھی کم تھی سو سامی صاحب نے ربوہ خیموں میں جو مرکزی دفاتر قائم ہو چکے تھے اِن میں وقتی طور پر دفتر حفاظت مرکز میں کام شروع کر دیا۔ تھوڑا عرصہ کام کیا تھا کہ بیمار ہو گئے اور کام چھوڑ نا پڑا۔ اِس بیماری کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ نے خاص شفقت اور مہربانی سے علاج کے لئے دومرتبہ تین تین سو روپے کی گرانقدر رقم عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور جلد صحت مند ہو گئے۔ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب جو سامی صاحب کے ساتھ بہت پیار کرتے تھے انہوں نے کوشش کر کے آپ کو ملازمت کے لئے کراچی بھجوا دیا۔ وہاں جا کر نیوی کے ہیڈ کوارٹر میں جو بعد میں ایر ہڈ کوارٹر میں تبدیل ہو گیا ملازمت شروع کر دی۔

سامی صاحب ۱۹۵۴ء میں کراچی گئے۔ ملازمت کے ساتھ ان کو کراچی کی جماعت میں دین کا کام کرنے کی بھی سعادت ملی۔ وہ ایک منتظم، معتمد، ناظم مال اور نائب معتمد کی ذمہ داریاں علی الترتیب انجام دیتے رہے۔ 1954ء میں ہی ان کو مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا معتمد مقرر کیا گیا۔ سامی صاحب کو کراچی میں آٹھ سال دین کی خدمت کا موقعہ ملا۔ جس میں ''المصلح'' کے زمانہ کا کام بھی آتا ہے۔ چار سال تک متواتر علَمِ انعامی بھی آپ کے دور میں ملتا رہا ہے۔

1960ء میں ائر ہیڈ کوارٹر کراچی سے پشاور منتقل ہو گیا۔ اس طرح سامی صاحب کا پشاور کی جماعتی ذمہ داریوں کا دور شروع ہو گیا۔ وہاں بھی خدام الاحمدیہ پشاور کے معتمد مقرر ہوئے۔ پشاور کو حلقہ وار منظّم کرنے والی ٹیم میں بطور جنرل سیکرٹری کام کرنے کا موقعہ ملا۔ ۱۹۶۹ء میں قائد خدام الاحمدیہ مقرر ہوئے اور جماعت احمدیہ پشاور کے سیکرٹری تحریک جدید بھی رہے۔

جہاں سامی صاحب دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے وہاں ان کی ذاتی زندگی میں مارچ ۱۹۶۴ء کو میری ذمہ داریاں بھی شامل ہو گئیں۔ اور الحمدللہ اُن کو بھی بہت احسن طریقہ سے نبھایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

۱۹۷۰ء کو سامی صاحب نے پھر ایک بار ہجرت کی اور لندن آ گئے۔ زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا جو کافی مشکل دور تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ کافی مشکلات پیش آئیں لیکن کبھی امید کا دامن نہیں چھوڑا۔ مشکلات کو سجدوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور حل ہونے کے لئے پیش کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بھی دعاؤں کے لئے لکھتے رہے۔ مالی مشکلات بھی بہت ہوئیں مگر کبھی بے صبری کا لفظ زبان سے نہ نکالتے اور ہمیں بھی صبر کی ہی تلقین کرتے۔ بے حد قناعت پسند تھے۔ ہمیشہ اللہ کی رضا پر راضی رہتے۔ الحمدللہ۔

جب پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ہجرت کر کے لندن تشریف لائے تو ہم مسجد فضل سے کافی دور رہتے تھے اور یہ دوری ہمیں اچھی نہیں لگتی تھی کیونکہ ان دنوں حضور کی قریباً روزانہ کی مجلس عرفان اور دیگر خطبات وخطابات میں شمولیت کے لئے جانا بہت ضروری تھا۔ ہمیں مسجد کی طرف بھاگنا ہوتا تھا۔ دعاؤں میں لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور مسجد کے قریب ایک عارضی رہائش کا بندوبست ہو گیا۔ اور ہم اپنا گھر چھوڑ کر اس عارضی گھر میں منتقل ہو گئے۔ اور اس طرح ہم مسجد اور حضور کے قریب آ گئے۔ سب کو جی بھر کے پیارے آقا کے زیر سایہ رہنے اور خدمت دین کی توفیق ملی اور حضور سے بے پناہ محبت اور پیار بھی ہمیں ملا۔ الحمدللہ۔

جب سامی صاحب ریٹائر ہوئے تو مجھے اور بچوں کو بلا کر پاس بٹھایا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا اور رائے مانگی کہ میری خواہش ہے کہ اب باقی زندگی صرف دین کے لئے وقف کردوں دنیاوی کوئی کام نہیں کرنا چاہتا۔ اب آپ لوگ بتائیں مَیں کونسی راہ پکڑوں۔ کیا آپ سب میری پینشن میں گزارا کر لیں گے؟۔ کیونکہ اگر آج مَیں دین کے حق میں فیصلہ کر لوں گا تو پھر کبھی بھی دنیاوی کام ہرگز نہیں کروں گا۔ بھلا ہماری کیا مجال تھی کہ ہم دین کا رستہ روک کر دنیا کی بات کرتے۔ الحمدللہ ویسا ہی ہوا جیسا سامی صاحب نے چاہا۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہم کبھی سامی صاحب کی ذمہ داریوں میں حائل نہیں ہوئے۔

۱۹۸۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی آمد کے بعد لندن کی جماعت میں بہت سے عہدوں پر کام کیا لکھوں تو بہت بڑی لسٹ بن جاتی ہے۔ مختصر ذکر کر دیتی ہوں۔ اخبار احمدیہ کے دس سال تک ایڈیٹر رہے۔ برطانیہ کی جماعتی تقریبات کی رپورٹنگ برائے اخبار الفضل و اخبار احمدیہ۔ نمائندہ اخبار الفضل ربوہ، اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن، اخبار بدر قادیان، چودہ سال تک امام مسجد لندن مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کے ساتھ اعزازی طور پر معاون و مددگار رہے۔ اور امام صاحب کے دفتر میں ان کی معاونت میں بہت سارے شعبوں میں کام کرنے کی توفیق پائی۔ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۸ء تک جلسہ سالانہ برطانیہ کے جملہ پروگراموں کی تیاری کے لئے ناظم پروگرام و اشاعت۔ اور اس طرح کے بہت سارے کام۔ سامی صاحب تحدیث نعمت کے طور پر کہتے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی کہ میں نے تین امراء کی انتظامیہ میں ادنیٰ ترین رکن رہنے کی سعادت حاصل کی۔ مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب کراچی، مکرم خان شمس الدین خان صاحب پشاور اور مکرم آفتاب احمد خان صاحب برطانیہ۔

سامی صاحب کی نظر میں کوئی کام چھوٹا یا بڑا نہیں تھا۔ ہر وہ کام جو ان کے ذمہ لگایا جاتا اس کو اپنا فرض سمجھ کر کرتے۔ اپنی ذات کو بھول جاتے اور کام کو اللہ کی دین سمجھتے۔ زندگی کا آخری کام جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۱۹۰۲ء سے ۲۰۰۰ء تک کا تاریخی ریکارڈ اکٹھا کرنا تھا۔ میں نے ان کو دن رات سر کو جھکائے بے شمار کتب، اخبارات، رسائل سے مواد تلاش کرتے دیکھا۔ جبکہ ان کو اپنی بیماری کا علم بھی ہو چکا تھا۔ کہتے نہ جانے کب بلاوا آ جائے تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرنا چاہتا ہوں۔ ایک کام جس سے وہ بے حد خوش تھے وہ یہ تھا کہ حضور رحمہ اللہ نے اُن کو جامعہ احمدیہ جو لندن میں مولانا لئیق احمد طاہر صاحب پرنسپل کی زیر نگرانی قیام ہونا تھا سامی صاحب کو سیکرٹری پرنسپل جامعہ کے لئے اعزازی طور پر نامزد کیا تھا۔ موت نے یہ کام کرنے کی اُن کو مہلت نہیں دی۔

سامی صاحب کا ایک شوق سوشل ویلفیئر کا بھی تھا۔ بہت سارے بچوں کے باپ اور بھائی بنے ہوئے تھے۔ اُن بچیوں کے گھر کوئی جھگڑا ہوتا وہ سیدھی ہمارے گھر کا رُخ کرتیں۔ سامی اُن کی صلح کرواتے اور گھر چھوڑ کر آتے۔ سامی صاحب کے ایک دوست سیالکوٹ سے تھے اکیلے رہتے تھے فیملی پاکستان میں ہی تھی بہت اُداس رہتے سامی اُن کی مدد کر رہے تھے۔ ان کے بیوی بچے بلوانے کے لئے ہوم آفس والوں کے ساتھ کارروائی ہو رہی تھی۔ جدو جہد کے آخری مراحل تک پہنچنے والے تھے کہ وہ صاحب اچانک بیمار ہو گئے۔ ایک دن جب سامی صاحب کام پر تھے تو اُن صاحب کا فون آیا کہ میں آپ کے گھر آ رہا ہوں۔ جب وہ آئے تو شدید بیمار، سانس لینا دشوار ہو رہا تھا مَیں گھبرائی، پانی دیا، لیکن وہ بہت جلدی میں تھے مجھے تین سو پونڈ پکڑا کر کہنے لگے میری امانت رکھ لیں اور وہ خود چلے گئے۔ سامی صاحب آئے ان کو علم ہوا اُسی وقت ایک اور غیر از جماعت دوست کو لے کر اُس کے پاس گئے۔ اُن کی حالت کافی خراب تھی فوری طور پر ہسپتال لے کر گئے۔ ڈاکٹروں نے کہا آپ جو اِن کے بارہ میں اِن سے پوچھ کر لکھنا ہے لکھ لیں۔ اگلے دن سامی کچھ اور دوستوں کو لے کر گئے کہ کوئی وصیت لکھ لیں مگر جب گئے تو وہ بیچارے اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ سب حیران رہ گئے۔ اُن کے گھر سیالکوٹ سامی صاحب نے اطلاع دی۔ دوسرے دن جمعہ تھا سب دوستوں نے مل کر چندہ کیا اور اُن کی میت پاکستان بھجوائی اور ساتھ وہ تین سو پونڈ بھی جو وہ مجھے دے کر گئے تھے۔

سب لوگ سامی صاحب کی بہت عزت و احترام کرتے تھے۔ سامی اُن سب کے امین بھی تھے۔

عبادت اور دعاؤں پر بہت یقین تھا۔ ہمیشہ پورے روزے رکھتے۔ رات کو عبادت کا شوق تھا اکثر صبح اٹھ کر مجھے خواب سناتے۔ ان کی خوابوں میں کبھی ہم یا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتے تھے بلکہ ہمیشہ حضرت مصلح موعودؓ یا حضرت خلیفہ رابعؒ یا وہ بزرگ جن کا تعلق قادیان سے ہوتا۔ سامی بہت کم گو تھے مگر جب قادیان کی باتیں شروع ہو جاتیں تو کبھی نہیں تھکتے تھے۔ سادہ مزاج کے مالک تھے۔ مگر بہت نفیس اور نفاست پسند انسان تھے۔

سامی صاحب کی بیماری اچانک ظاہر ہوئی۔ جس دن ڈاکٹروں نے کینسر کی تشخیص کی اُس وقت بھی مَیں ساتھ ہی تھی۔ ڈاکٹروں کی بات سُن کر چہرے پر کوئی گھبراہٹ نہیں ظاہر ہوئی۔ صرف اتنا کہا کہ میں کوئی اپریشن نہیں کروانا چاہتا۔ ٹھیک ہے۔ جتنی بھی زندگی اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے دین کا کام کرتے جانا چاہتا ہوں۔

تین ماہ پندرہ دن کی بیماری بہت تحمّل سے گزاری۔ کسی تکلیف کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ پہلے ہی کم بولتے تھے مگر اب تو بالکل ہی خاموش ہو گئے تھے۔ کمزوری بھی حد سے بڑھ گئی تھی۔ جب بھی مَیں ملنے جاتی پہلا سوال اُن کا یہ ہوتا۔ مسجد کی کوئی خبر؟ حضور کا کیا حال ہے؟ سب دوست احباب کا پوچھتے۔ جب مَیں اُن کو بتاتی کے سب لوگ آپ کے لئے دعائیں کرتے ہیں تو آبدیدہ ہو جاتے۔ وفات سے دو دن پہلے اشارہ سے مجھے اور میرے بیٹے عکاشہ کو بلایا۔ ہم دونوں نے کان اُن کے منہ کے پاس کئے۔ تو خواب بتائی کہ ابھی ابھی دیکھا حضرت مصلح موعود۔ اور میرے ابا جی آئے ہیں مجھے لینے۔ آپ سب نے صبر سے کام لینا ہے۔ آنسو قدرتی بات ہے۔ مگر پھر بھی صبر سے کام لینا۔ اور سامی ہم سے جدا ہو گئے۔ سامی نام تھا محبت کا شفقت کا رحمدل انسان کا۔ فرمانبردار بیٹے۔ پیار کرنے والے بھائی، شفیق باپ، اور بہترین خاوند۔ ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ کوئی کام کہے جب تک وہ کر نہیں لیتے ان کو چین نہیں آتا تھا۔ دوسروں کے کام آنا ہی ان کی زندگی کا مقصد تھا۔ دادا، نانا بن کر بہت خوش تھے۔ اپنے پوتوں اور نواسے نواسیوں سے بے حد پیار تھا۔ بچوں سے بھی بہت احترام سے بات کرتے۔ تو اور تم لفظ اُن کو اچھا نہیں لگتا تھا۔ آپ کے لفظ سے مخاطب کرتے چاہے کوئی چھوٹا ہو یا بڑا۔

سامی صاحب کی زندگی میں بہت خواہش تھی کہ ان کا جنازہ حضور پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ آرزو بھی پوری کی۔ قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور میرا بھی اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے اور سب بچوں کو اپنے والد کی نیک خوبیوں کا وارث بنائے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۳/جون ۲۰۰۴ء کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر پوتے اور حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ۲۱/جون ۲۰۰۴ء کی رات ۹۰ سال کی عمر میں ربوہ میں انتقال فرماگئے۔ آپ ۹/مئی ۱۹۱۴ء کو حضرت امّ ناصر محمودہ بیگم صاحبہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ تعلیم کی ابتداء پرائمری سکول قادیان سے ہوئی۔ چار کلاسیں مکمل کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور مولوی فاضل کے امتحان میں یونیورسٹی میں اوّل آئے۔ آپ نے اپنے بچپن اور جوانی میں قادیان میں ہاکی، کرکٹ، والی بال، ٹینس غرض ہر قسم کی کھیل میں حصہ لیا۔ قادیان کی ہاکی ٹیم کو پنجاب کی بہترین ٹیم سمجھا جاتا تھا اور آپ اس ٹیم کے کیپٹن تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ آپ کو تقریباً ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتے اور تعلیم و تربیت پر بھی گہری نظر رکھتے۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد اپنی زندگی وقف کردی۔ اور تحریک جدید سے اپنی گرانقدر خدمات کا آغاز کیا اور بطور وکیل الصنعت، وکیل زراعت ، وکیل التبشیر والتجارت، وکیل الدیوان، وکیل اعلیٰ اور صدر مجلس تحریک جدید بھی خدمت کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ صدر مجلس انصاراللہ بھی رہے۔ بطور وکیل التبشیر آپ نے متعدد بیرونی ممالک کے دورہ جات کے دوران نظام جماعت مستحکم کیا اور مراکز تبلیغ اور مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں تاریخی امور سرانجام دیئے۔ جلسہ ہائے سالانہ ربوہ کے موقع پر خطابات بھی فرمائے۔ آپ کے پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

مکرم شاہد احمد پرویز صاحب

عزیزم مکرم شاہد احمد پرویز صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ شاہد کے طالب علم تھے۔ ۲۴/مئی ۲۰۰۴ء کو وقارِ عمل کے دوران بجلی کا کرنٹ لگنے سے ۲۲ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔

آپ حضرت میاں جان محمد صاحبؓ آف پھیروچچی کے پوتے تھے۔ ۵/فروری ۱۹۸۲ء کو مکرم سعید احمد صاحب آف محمود آباد سندھ کے ہاں چار بھائیوں اور تین بہنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ شروع ہی سے خدمت دین اور جماعتی کاموں کا بہت شوق تھا۔ ۱۹۹۷ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرکے اپنی زندگی وقف کردی اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوگئے جہاں ۷ سال ایک اچھے بااخلاق اور باوقار طالب علم کی حیثیت سے گذارے۔ کلاس میں ہمیشہ اعلیٰ پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ دیگر سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے۔ کرکٹ اور والی بال کے اچھے کھلاڑی تھے۔ علاوہ ازیں صوم وصلوٰۃ کی التزام کے ساتھ پابندی کرنے والے اور بہت دعاگو طالب علم تھے۔ خلافت کے ساتھ ایک خاص محبت اور وفا کا خادمانہ تعلق تھا۔

ناصر ہوسٹل میں منتظم تربیت، نائب زعیم اور قائمقام زعیم رہے۔ علاوہ ازیں خدام الاحمدیہ پاکستان میں چار سال سے بطور معاون مہتمم خدمات بجالارہے تھے۔ بہت خوش اخلاق اور شگفتہ مزاج تھے۔ ہنسی مذاق میں بھی محبت کا پہلو غالب ہوتا اور ادب کا خیال رکھتے تھے۔ نہایت پیاری، پیار کرنے والی اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔

ان کی وفات کے دو دن بعد ۲۶/مئی ۲۰۰۴ء کو حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کی نمازِ جنازہ غائب جرمنی میں پڑھائی۔ مرحوم موصی تھے۔

آپ کا مختصر ذکر خیر ماہنامہ "خالد" ربوہ جولائی ۲۰۰۴ء میں کیا گیا ہے۔

بال، ہاتھ اور دل کے عجائبات

ہمارے جسم کے ہر عضو کی بناوٹ اور صلاحیتیں اپنے اندر خدا تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات رکھتی ہیں۔ پھر زمین پر پائے جانے والے چرند پرند، حیوانات ونباتات، ذی روح مخلوق اور بے جان جمادات۔ جس چیز پر بھی نگاہ کریں مجسم حیرت بنے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸/اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب نے انسانی بال، ہاتھ اور دل کے حوالہ سے قدرت خداوندی کے حیرت انگیز عجائبات بیان کئے ہیں۔

بال کتنی باریک چیز ہے۔ لیکن یہ بھی اپنی گولائی کی ساخت میں تین تہوں پر مشتمل ہے۔ سب سے اوپر کی تہہ مچھلی کے چانوں جیسے مواد پر مشتمل ہے۔ اس سے نچلی مضبوط خلیات کی باہم پیوست شدہ تہہ میں وہ رنگ (Melanin) بھرا ہوا ہے جو ہمارے بالوں کا رنگ ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں یہ رنگ بننا بند ہو جاتا ہے تو بال کی ٹیوب اپنے اصلی رنگ سفید یا خاکستری وغیرہ کی دکھائی دیتی ہے۔ تیسری تہہ اندرونی ٹیوب ہے جو باہم جڑے ہوئے چوکور خلیات سے مل کر بنی ہے۔ لیکن نظر آنے والا بال دراصل مردہ خلیات کی باہم پیوست شدہ ایک شکل ہے۔ اصلی اور زندہ بال جلد کے نیچے ہوتا ہے جس کا مرکز ایک ننھی سی تھیلی ہے۔ بال کی جڑ کے ساتھ ایک ننھی سی شریان واقع ہے جو بال کے خلیات کو خون مہیا کرتی ہے۔

جلد سے اوپر والا بال کا حصہ مردہ خلیات سے نمو پانے والی پروٹین Keratin پر مشتمل ہوتا ہے جس کو کاٹ دینے سے تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔ ہمارے ناخن ، جانوروں کے پنجے، سم، مچھلی کے چانے اور پرندوں کے پر کیراٹن سے ہی بنے ہوئے ہوتے تھے۔ بال کی جڑ کے ساتھ ایک ننھی سی غدود وہ چکنائی پیدا کرتی ہے جو بال نرم اور ملائم رکھتی ہے۔ بال اپنی بناوٹ میں گول یا چپٹے ہوتے ہیں۔ گول بال سیدھے اور چپٹے بال گھنگریالے ہوتے ہیں۔ بال کی جڑ کے ساتھ ایک عصب بھی لگا ہوا ہے جو غصہ، خوف یا سردی محسوس کرنے کی صورت میں کھنچ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔

انسان میں دو سے چھ سال تک بال مسلسل بڑھتے ہیں اور پھر تین ماہ کا وقفہ کرکے دوبارہ بڑھنے لگتے ہیں۔ ہر انسان کے روزانہ 70 تا 100 بال گرتے ہیں۔ عمر، خوراک، عمومی صحت اور موسموں کی تبدیلی کا بھی ان پر اثر پڑتا ہے۔ مثلاً بچوں میں بڑوں کی نسبت زیادہ تیزی سے بال بڑھتے ہیں۔ اسی طرح گرمیوں میں نسبتاً زیادہ تیزی سے بال بڑھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بال بعض جگہوں سے گچھوں کی صورت میں اتر جائیں یا پورا سر ہی گنجا ہو جائے تاہم بالوں کے بڑھنے کا زمانہ شروع ہونے پر یہ بال پھر پیدا ہو جائیں گے لیکن موروثی وجہ سے پیدا ہونے والے گنجاپن کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔

ہاتھ میں چار انگلیاں اکٹھی اور انگوٹھا ان کے مخالف سمت میں ہے۔ چیز کو پکڑنے اور گرفت کی مضبوطی کا سارا دارومدار انگوٹھے کے مخالف سمت میں ہونے پر ہے۔ ہمارے ہاتھ میں کم از کم چار قسم کے مختلف اعصاب پائے جاتے ہیں جو انگلیوں میں خصوصی طور پر محسوس کرنے کی حس پیدا کرتے ہیں اور گرمی سردی اور نرمی سختی وغیرہ کو محسوس کرکے چیزوں کی شناخت میں مدد دیتے ہیں۔ نابینا افراد انگلیوں کی مدد سے بریل کی لکھائی کے ابھرے ہوئے حروف کو چھوکر آسانی سے تحریر پڑھ لیتے ہیں۔ ہاتھ کے اشارے سے دُور سے یا خاموشی سے اپنا مطلب سمجھایا جاسکتا ہے۔

ہاتھ میں ۲۷ ہڈیاں ہوتی ہیں جو اسکی مضبوطی اور مختلف حرکات کی ضامن ہیں۔ اسی طرح ۳۵ طاقتور اعصاب ہاتھ کو مختلف حرکات دیتے ہیں۔ جب ہتھیلی کی جانب کے کلائی کے اعصاب سکڑتے ہیں تو انگلیاں بند ہوتی ہیں اور جب ہتھیلی کی پشت کے اعصاب سکڑتے ہیں تو انگلیاں کھلتی ہیں۔

دل جسم کی قریباً ایک لاکھ میل لمبی رگوں میں، سالہا سال تک بغیر آرام کئے، خون لے جانے اور واپس لانے کا کام کرتا رہتا ہے اور اس طرح ان کھرب ہا کھرب خلیوں کو آکسیجن سپلائی کرکے زندہ رہنے کا سامان کرتا ہے جو ہمارے جسم کی بنیادی اینٹیں ہیں۔ سائز میں انسان کا دل اس کی مٹھی کے برابر ہوتا ہے۔ شروع میں دل سینے کے اوپر جانب افقی شکل میں واقع ہوتا ہے۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ نیچے کی طرف عمودی شکل میں آتا جاتا ہے۔ نچلا حصہ نسبتاً بڑے سائز کا ہوتا ہے اور یہی حصہ ہمیں سینہ کے بائیں جانب دھڑکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ شیر خوار بچے کا دل تیزی سے دھڑکتا ہے یعنی ۱۲۰/ دھڑکن فی منٹ کی رفتار سے۔ بلوغت پر یہ تعداد ۷۰ رہ جاتی ہے۔ دل ایک پتلی سی جھلی میں بند ہوتا ہے جو دھڑکتے وقت اسے سینے کی دیواروں کے ساتھ رگڑ کھانے سے محفوظ رکھتی ہے۔

عمودی جانب دل دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے اور ہر حصہ میں دو دو خانے ہوتے ہیں۔ اوپر والے دو خانے کاربن ڈائی آکسائڈ والا گندہ خون جسم سے وصول کرتے ہیں جبکہ نچلے دونوں خانے تازہ آکسیجن والا خون جسم کے حصوں میں پمپ کرتے ہیں۔ اس حصہ کی دیواریں اوپر والے حصہ سے تین گنا موٹی اور مضبوط ہوتی ہیں۔ اس کا دایاں حصہ صرف پھیپھڑوں کی طرف خون بھیجتا ہے جبکہ بایاں حصہ باقی سارے جسم کو خون سپلائی کرتا ہے۔ دل خود اپنی شریانوں میں بھی خون پمپ کرتا ہے۔ دل کے خانوں میں والو لگے ہوتے ہیں جو کھلتے اور بند ہوتے رہتے ہیں جس سے خون صرف اپنے متعلقہ حصہ کی طرف ہی جاسکتا ہے۔

ماں کے پیٹ میں بچہ کا خون اُس کے پھیپھڑوں میں جانے کی بجائے سیدھا دائیں سے بائیں پمپ میں چلا جاتا ہے۔ پیدائش کے بعد جب پھیپھڑے آکسیجن جذب کرنا شروع کرتے ہیں تو سرکٹ میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اگر کسی بچہ میں پیدائش کے بعد بھی یہ تبدیلی نہ آئے تو اُس کا رنگ نیلا نظر آتا ہے۔ اسے Blue Baby کہتے ہیں۔ عمر کے ساتھ ساتھ یہ نظام خود بخود ٹھیک ہو جاتا ہے، اگر نہ ہو تو پھر آپریشن ناگزیر ہوتا ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۷/فروری ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم رشید قیصرانی صاحب کی ایک خوبصورت نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

مَیں کس طرح جاناں ، ترے دربار میں بولوں
جب تک کہ ہر اک لفظ کو اشکوں سے نہ دھولوں
بولے تُو کبھی گل کبھی شبنم کی زباں میں
اور مَیں ترے ہر حرف کو پلکوں میں پرولوں
گر تیرے حضور ، اے مرے اشکوں کے شناور
رونا مرا ٹھہرا ہے تو پھر ڈوب کے رولوں
پھر چاہے سوا نیزے پہ آجائے یہ سورج
اک بار سجن سائیں ترے سائے میں ہولوں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
26th November 2004 – 2nd December 2004

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 26th November 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:50 Childrens Class with Hazoor. Recorded on 13th September 2003.
01:50 Yassarnal Qur'an
02:30 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 90, recorded on 20th September 1996.
03:35 MTA Sports: The 10th annual sports rally Pakistan.
04:10 MTA Variety: A documentary on Bee Keeping
04:35 Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:55 Childrens Class [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.358. Recorded on 18th December 1997.
08:00 Siraiki Service. No.32.
08:45 Bengali Mulaqa'at. A Q/A session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at with Bangla speaking guests. Recorded on 9th October 2001.
09:50 Indonesian Service: variety of programmes.
10:55 Childrens Class with Hazoor [R]
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Live Friday Sermon: Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. From Baitul Futuh, London.
14:05 Bengali Mulaqa'at : Bengali speaking guests with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
15:05 Seerat Sahaba Rasool.
16:00 Friday Sermon [R]
17:00 Interview: an interview with Chaudhry Muhammad Ali.
18:00 MTA Variety: A documentary on Bee keeping [R]
18:20 Urdu Mulaqa'at. Session 90[R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session. 358
20:40 Yassarnal Quran [R]
21:15 Friday Sermon [R]
22:25 MTA Variety: A documentary on Bee keeping [R]
22:55 Urdu Mulaqa'at: Session 90 [R]

Saturday 27th November 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V recorded on 26th November 2004.
01:55 Quiz Anwar-ul-Aloom
02:30 Question & Answer Session in Urdu. Recorded on 30th November 1986.
03:45 Kehkashaan
04:25 Moshaairah: An evening of Poetry
05:25 Ashab-e-Ahmad
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
06:45 Liqaa Ma'al Arab: Question and Answer session in Arabic & English with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session No.359. Recorded on 23rd December 1997.
07:45 French Service. Various programmes in French language.
08:50 Question & Answer Session [R]
10:00 Indonesian Service: variety of programmes
10:55 Friday Sermon [R]
12:00 Tilawaat & MTA News
12:25 Bangla Shomprochar
13:25 Intikhab-e-Sukhan
14:55 Children's Class with Hazoor.
16:00 Moshaairah [R]
17:00 Kehkashaan[R]
17:40 Ashab-e-Ahmad [R]
18:15 Question & Answer [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 359 [R]
20:40 Children's Class [R]
21:45 Moshaairah [R]
22:45 Question & Answer Session

Sunday 28th November 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
01:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor.
02:00 Children's corner
02:15 Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Recorded on 5th August 1984.
03:45 Piyare Mehdi Ki Piyaree Baatein
04:25 Seerat Masih Maud
04:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News.
07:00 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.360. Recorded on 24th December 1997.
08:05 Spanish Service. Translation of Hazoors Friday Sermon.
08:55 Question and Answer Session [R]
10:15 Indonesian Service
11:15 Piyare Mehdi Ki Piyaree Batein [R]
12:00 Tilawaat, Dars & MTA News
13:05 MTA Variety [R]
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 26th November 2004.
16:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau [R]
17:15 Seerat Masih Maud [R]
17:45 Question and Answer Session [R]
19:35 Liqaa Ma'al Arab: Session 360 [R]
20:40 Gulshan-e-Waqf-e-Nau [R]
21:40 Children's Corner [R]
22:00 Seerat Masih Maud [R]
22:40 Question and Answer Session [R]

Monday 29th November 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:50 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. Recorded on 1st Febraury 2004.
01:55 Children's Programme
02:30 Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Recorded on 6th August 1984.
03:35 Quiz: Ruhaani Khazaa'en
04:15 Ilmi Khutabaat. Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV on 10th December 1982.
04:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. [R]
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News [R]
06:50 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.361. Recorded on 25th December 1997.
07:50 Chinese Service. Translation and commentary of the Holy Quran by Muhammad Osman Chou Sahib in Chinese.
08:25 MTA Spotlight
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: a weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV. Session 86, recorded on 8th November 1999.
09:55 Indonesian Service: variety of programmes.
10:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. [R]
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
12:50 Children's programme [R]
13:30 Medical Matters: The importance and need for food by Dr Sultan Ahmad Mubashir and guest Dr Latif Ahmad Qureshin.`
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Rencontre Avec Les Francophones: Session 86 [R]
16:00 Friday Sermon delievered by Hadhrat Khalifatul Masih V. recorded on 17th October 2003.
17:05 Ilmi Khutabaat [R]
17:45 Question and Answer Session
18:45 MTA Variety
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 361. [R]
20:35 Friday Sermon [R]
21:35 Children's Programme [R]
22:15 Ilmi Khutabaat [R]
22:55 Question and Answer Session [R]

Tuesday 30th November 2004

00:05 Tilaawat, Dars, MTA News
01:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 17th October 2003.
02:00 Waaqifeen-ne-Nau
02:25 Question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 8th August 1984.
03:30 Rahe Hadayat: A discussion on the truth of Hadhrat Masih Maud (as).
04:00 Lajna Magazine
04:35 MTA Travel: A visit to Dubai
04:50 Friday Sermon [R]
06:05 Tilawaat, Dars & MTA News
06:55 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) & Arabic speaking guests. Session No.364. Recorded on 5th February 1998.
08:00 Sindhi Service: various programmes
09:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no.27, recorded on 27th September 1996.
10:05 Indonesian Service
11:05 Rahe Hadayat [R]
11:40 MTA Travel: A visit to Dubai [R]
12:05 Tilaawat, Dars, MTA News
12:55 Around The Globe: NASA the case of the phenomenal weather
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Urdu Mulaqa'at: Session 27[R]
16:00 Children's Class with Hazoor.
17:10 Lajna Magazine [R]
17:45 Question and answer Session [R]
18:50 Rahe Hadayat
19:35 Liqaa Ma'al Arab: Session No. 364 [R]
20:40 Waaqifeen-ne-Nau
21:05 Children's Class with Hazoor [R]
22:15 Lajna Magazine [R]
22:45 Question and answer session [R]

Wednesday 1st December 2004

00:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
01:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor. Recorded on 4th October 2003.
02:00 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
03:05 Guldasta
03:45 Question & Answer Session: English Q/A with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th August 1984.
04:45 Hamaari Kaa'enaat
05:10 Speeches from Jalsa Salana
06:00 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Liqaa Ma'al Arab: a regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session No. 365. Recorded on 10th February 1998.
08:05 Swahili Service
09:00 From the Archives: Friday Sermon [R]
10:10 Indonesian Service: a variety of programmes.
11:10 Seerat-un-Nabi (saw)
12:05 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
12:45 Speeches from Jalsa Salana [R]
13:35 Hamaari Kaa'enaat [R]
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 From the Archives [R]
16:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
17:00 Hamaari Kaa'enat [R]
17:30 Guldasta
18:05 Speeches from Jalsa Salana [R]
18:50 Question and answer session [R]
19:55 Liqaa Ma'al Arab: Session 365 [R]
20:55 Children's Class
21:55 From the Archives [R]
22:55 Question and answer session [R]

Thursday 2nd December 2004

00:05 Tilaawat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News.
00:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 26th November 2004.
01:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) with Hazoor. Recorded on 25th January 2004.
03:00 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanations of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 73. recorded on 9th August 1995.
04:55 Moshaairah
06:00 Tilawaat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News
07:00 Liqaa Ma'al Arab: A regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session No.366 . Recorded on 11th February 1998.
08:05 Pusto Muzakarah
08:45 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Session no.91. recorded on 24th November 1996.
09:55 Indonesian Service
10:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) [R]
12:05 Tilawaat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News
12:55 Friday Sermon
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 English Mulaqa'at [R]
16:00 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:15 MTA Travel
17:45 Moshaairah [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 366 [R]
20:35 Friday sermon [R]
21:35 Children's Class [R]
22:35 Tarjamatul Qur'an Class No.73 [R]

****Please note on MTA2 will be showing French service, German service & Arabic service at 16:00GMT, 17:00GMT & 18:00GMT.***

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday November 26 , 2004 | Issue No. 48

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

جزائر فجی کے جزیرہ رامبی (RABI) میں ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر

(رپورٹ : نعیم احمد اقبال ۔مبلغ سلسلہ فجی)

جزیرہ رامبی جزائر فجی کا چھوٹا سا مگر خوبصورت جزیرہ ہے جس کی کل آبادی تقریباً دو ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں کے لوگ کئی سال پہلے جنگ عظیم دوم کے دوران بنابن BANABA (ocean island) سے جو کہ جزائر کری باس (kiribati isalnds) کا ہی حصہ تھا سے لاکر یہاں آباد کئے گئے تھے۔ ان لوگوں کا رہن سہن اور زبان فجی کے دوسرے جزیروں سے مختلف ہے اور زیادہ تر لوگ کیتھولک عیسائی ہیں۔ اس جزیرہ کا طرز حکومت بھی فجی سے الگ تھلگ ہے۔ اس جزیرہ کی اپنی کونسل ہے جس میں چیئر مین کے علاوہ نو کونسلر ہوتے ہیں۔ آج سے تقریباً ۹ سال پہلے وہاں پر پہلا احمدی ہوا۔ اور تقریباً چار سال پہلے اس جزیرہ پر مسجد بنانے کی کوششیں شروع کی گئیں۔ لیکن وہاں کی لوکل کونسل قوانین کے مطابق وہاں پر مسجد بنانا انتہائی مشکل اور ناممکن نظر آتا تھا۔ لیکن ۲۰۰۳ء میں پیارے آقا کی خدمت میں دعائیہ خط لکھنے کے ساتھ دوبارہ مسجد بنانے کے لئے کوششیں شروع کی گئیں اور ہمارے انتہائی مخلص احمدی دوست مکرم احمد راؤ تارا صاحب کی بیوی محترمہ طوبی تا بکی نے اپنے ذاتی پلاٹ پر تعمیر مسجد کے سلسلہ میں دوبارہ کونسل کو درخواست دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کونسل نے ہمیں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے دی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

مورخہ ۲۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو مکرم مولانا نعیم احمد محمود صاحب چیمہ امیر و مشنری انچارج فجی نے خدا تعالیٰ کے حضور زیر لب دعاؤں کے ساتھ اینٹ بنیاد میں نصب فرمائی۔ اس موقعہ پر نیشنل مجلس عاملہ کے بعض اراکین، مبلغین کرام اور جزیرہ کے بعض معززین عیسائی دوستوں نے بھی اس تقریب میں حصہ لیا۔ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی اور اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

اس مسجد کی تعمیر کی نگرانی کے لیے محترم امیر صاحب نے مکرم محمد صادق حسین صاحب کو ہیڈ کواٹر صووا سے بجھوایا۔ سنگ بنیاد کے ساتھ ہی تعمیری کام انتہائی تیزی سے شروع کر دیا گیا۔ جزیرہ کے لوکل احمدی احباب اور جزیرہ ونوالیوو (Vanua Levu) اور جزیرہ تاویئونی (Taveuni) کے خدام و انصار نے بڑھ چڑھ کر وقار عمل میں حصہ لیا۔ مسجد کی تعمیر کا زیادہ تر کام بذریعہ وقار عمل ہی کیا گیا۔ بعض عیسائی دوستوں نے بھی رضا کارانہ طور پر اس کار خیر میں بھر پور حصہ لیا۔ مکرم محمد صادق حسین صاحب کو بعض ذاتی مجبوریوں کے سبب واپس جانا پڑا جس کے بعد محترم امیر صاحب نے خاکسار کو تعمیر کی نگرانی سونپی۔ دوران تعمیر کئی مشکل مراحل بھی آئے، جن کے دور ہونے کے لئے پیارے آقا کو مسلسل خطوط لکھے جاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے مورخہ 8/ اگست 2004ء کو اس مسجد کا تعمیری کام مکمل ہوا۔

افتتاح سے قبل مکرم امیر صاحب فجی نے حضور انور کی خدمت میں جزائر فجی کی اس نویں مسجد کا نام رکھنے کی درخواست کی تو پیارے آقا نے سمندر کے کنارے پر بننے والی اس خوبصورت مسجد کا نام 'بیت المھدی' تجویز فرمایا۔

مورخہ 20/ اگست 2004ء بروز جمعۃ المبارک مسجد کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی اس موقعہ پر مکرم امیر و مشنری انچارج جزائر فجی نے زیر لب دعاؤں کے ساتھ مسجد کا افتتاحیہ فیتہ کاٹا اور دردمندانہ اجتماعی دعا کروائی۔ اس بابرکت تقریب میں ۷۵ احمدی احباب و خواتین نے جزیرہ ویتی لیوو، ونوالیوو اور تاوئیونی سے شرکت فرمائی۔ افتتاح کے ساتھ مسجد کے اندر ایک مختصر سی افتتاحی تقریب ہوئی جس میں تلاوت و نظم اور بعض معزز عیسائی مہمانوں کے تاثرات کے علاوہ مکرم مولانا نعیم احمد محمود صاحب چیمہ امیر و مشنری انچارج نے تقریر فرمائی اور مسجد کی غرض و غایت اور اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ اجلاس کے اختتام پر اجتماعی دعا ہوئی۔ اور پھر اس مسجد میں پہلی نماز جمعہ مکرم امیر صاحب کی اقتدا میں پڑھی گئی۔ خطبہ جمعہ میں محترم امیر صاحب نے نماز باجماعت کے قیام کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ نماز کے بعد تمام حاضرین میں شیرینی اور کھانا تقسیم کیا گیا۔ نو مبائعین اور ۱۱۰ کے قریب مقامی عیسائی احباب و خواتین نے بھی انتہائی محبت اور دلچسپی کے ساتھ افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔

احباب جماعت سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس قربانی کو قبول فرمائے۔ مالی اور تعمیری کام میں حصہ لینے والوں کے اموال و نفوس میں برکت دے۔ اور اس مسجد کو اس جزیرہ کے لوگوں کے لئے ہدایت و نور کا ذریعہ بنا دے۔ (آمین)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4/ نومبر 2004ء بروز جمعرات قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم مظفر احمد صاحب (صدر جماعت ویمبلڈن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم مظفر احمد صاحب یکم/ نومبر 2004ء کو یوکے میں بعمر 74 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم کے والد حضرت میاں نذیر محمد صاحب صحابیؓ تھے۔ آپ بڑے خوش اخلاق، ملنسار، دعا گو اور مخلص احمدی تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑے سرگرم رہتے۔ بیس سال تک آپ نے ویمبلڈن جماعت کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم قریشی محمد عبداللہ صاحب (سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

مکرم قریشی صاحب 23 اور 24/ اکتوبر 2004ء کی درمیانی رات 91 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ کے والد حضرت قریشی شیخ محمد صاحب، حضرت مسیح موعودؑ کے صحابیؓ تھے۔ آپ کو یکم مئی 1939ء سے 30 جون 2003ء تک مختلف حیثیتوں سے صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں گرانقدر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ تعلیم الاسلام کالج کے ہیڈ کلرک، نائب افسر خزانہ، محاسب، آڈیٹر صدر انجمن نیز انصار اللہ پاکستان کے آڈیٹر رہے۔ اسی طرح مرکزی جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر بھی آپ کو نمایاں خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ آپ نے تمام خدمات کے حوالے سے ہمیشہ خلیفہ وقت کی اطاعت کے قابل تقلید نمونے پیش کئے۔ ہجرت کے وقت جماعتی اثاثوں کی منتقلی کے لئے تاریخی کردار ادا کیا۔ جس کا تذکرہ تاریخ احمدیت میں محفوظ ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ ربوہ میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ نے تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(2) مکرمہ کلثوم بیگم رحمانی صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالرحیم مدہوش رحمانی۔ ایڈووکیٹ مرحوم)

مرحومہ 3/ اکتوبر 2004ء کو طویل علالت کے بعد کراچی میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 74 سال تھی۔ مرحومہ لجنہ اماء اللہ کی نہایت محنتی، فرض شناس اور انتھک کارکنہ تھیں۔ نماز، روزہ، روزانہ تلاوت اور نماز تہجد کی سختی سے پابندی کرنے والی اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ نے پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ انور سلطانہ صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ عبدالحئی صاحب مرحوم)

مرحومہ 16/ اگست 2004ء کو 78 سال کی عمر میں کراچی میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن مرحومہ موصیہ تھیں، کراچی میں نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ بابو عبدالغفور صاحب پوسٹ ماسٹر صحابیؓ حضرت مسیح موعودؑ کی بہو اور ماسٹر نواب دین صاحب آف دینا (Dina) جو کہ 313 صحابہؓ میں سے ایک ہیں کی پوتی تھیں۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے نیک اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص احمدی خاتون تھیں۔

(4) مکرم احمد عبد الجمیل صاحب (ابن مکرم احمد عبدالمنیب صاحب۔ فرینکفورٹ جرمنی)

مرحوم بعض نامعلوم افراد کے حملہ کے نتیجہ میں 8/ اکتوبر 2004ء کی شب 44 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم مکرم اسفند یار منیب صاحب پرنسپل مدرسۃ الظفر وقف جدید کے بڑے بھائی تھے۔ نہایت غریب پرور اور مالی خدمت کا جذبہ رکھنے والے مخلص احمدی تھے۔ آپ نے اپنے بعد بوڑھے والد کے علاوہ بیوہ، دو بیٹوں اور دو بیٹیوں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ بچے ابھی کم سن ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16/ نومبر 2004 بروز منگل قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ امۃ المنان زاہد صاحبہ (اہلیہ مکرم بدر الزمان زاہد صاحب۔ کارکن وکالت مال لندن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ مورخہ 11/ نومبر 2004ء کو ہارٹ اٹیک سے لندن میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن مرحومہ کی عمر 56 سال تھی۔ آپ مولوی عبدالقادر ضیغم صاحب سابق مبلغ امریکہ و نائب وکیل التبشیر ربوہ کی بیٹی اور ماسٹر مولا بخش صاحب صحابیؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں اور دعا گو، انتہائی صابر و شاکر اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم Chapargui Adekou Bio Alidou (کنگ آف پاراکو)

کنگ آف پاراکو (بینن) کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ 19/ اکتوبر بروز منگل وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ بینن کے شمال میں واقع شہر پاراکو کے بادشاہ تھے۔ جن کے تحت 80 دیہات کا علاقہ آتا

باقی صفحہ نمبر9 پرملاحظہ فرمائیں